[illegible]

Kalle Ali Khan, Nawab of Rampur

Durrat al-intikhab

درة الانتخاب

۱۲۹۴ھ

جناب جلال رکاب نواب کلب علیخان بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ

بدار الریاست مصطفی آباد عرف رامپور حفظہ اللہ عن المفاسد و الشرور

در مطبع تاج المطابع حلیۂ طبع پوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عاشق ہوا ہون دل سخی اکی حبیب کا
حقا کہ مثل ہی نہین میری رقیب کا

آفرین خوان ہون زخمِ خنجر کا
تون شکوہ کری مقدر کا

اتنی دن بہی گذر ہی جائین گی
کاش ہو وعدہ روزِ محشر کا

تم اے خضر لو راستہ اپنی گہر کا
خدا جانی ہی دہیان مجکو کدہر کا

لو تو خلد مین گذری گی کسطرح نواب
گذر ہوا جو وہان بہی کسی ستمگر کا

الہی کیا کری گا حشر مین وہ نامراد آخر
جسی آتا نہو کوئی طریقہ دادخواہی کا

نہ پوچھو مجھسی تم خط جوہر شمشیر کا دیکھو
لکھا ہی اوسمین سارا حال میری بیگناہی کا

یہ آیا کون کہ آتی ہی جسکی محشر مین
ہر اک طرف سی اوٹھا شور دادخواہی کا

یہ باتین اونسی کرو جو نہ جانتی ہون اسے
خراب حالون سی کیا تذکرہ تباہی کا

نہوتی خواب مین بھی پہر جدا عاشق کی پہلو سے
اگر تم دیکھتی صدمہ کبھی شام جدائی کا

مقابل ہوگئی ہین حسن و عشق اللہ کی آگی
یہی تو وقت ہی لو اب قسمت آزمائی کا

مٹاؤن دل سی نہ کیون نام تک جدائی کا
کہ جس سی شہرہ ہوا تیری بیوفائی کا

جو رات دن تری در پر جبین گرتا ہو
اوسی ہو کعبی مین کیون شوق جبہہ سائی کا

کوئی رقیب کو اسدم ذرا بلا لائی
کہ اوسکو دھیان ہی پہر عاشق آزمائی کا

صنم بغل مین ہی ساغر ہی ہاتہ مین نواب
بہت تہا شہرہ تمہاری تقی پارسائی کا

کیا گلہ کرون اون جا جس جگہ منادی ہو
نام بھی نہ لی کوئی منہ سی بیوفائی کا

دیکھنا یاس سی دم وہ فلک کو افسوس
خون مین ہای تڑپنا وہ تری بسمل کا

بلا ہوئی ہی یہ کیا رشک کو کہ مرتی وقت
مری زبان پہ آیا ہی نام قاتل کا

شوقِ قاصد تو دیکہ غیر سی ہم
پوچھتی ہین نشان منزل کا

قتل کی بعد رحم آتا ہے
یہ پتا ہی ہماری قاتل کا

ساری دنیا کی مزی کہوتا ہی جانا دل کا
سچ تو یہ ہی کہ برا ہوتا ہی آنا دل کا

زلف کیا ہمنی تو آفاق کو ڈہونڈہا نواب
نہ ملا پر نہ ملا ہای ٹھکانا دل کا

خدا کی شان ہی مین چاہون تجہسی کافر کو
نہین ہی کچہ بھی فقط ہی یہ ولولہ دل کا

امید لطف مین گھڑی خدا کی پھر آیا
ستم ہی اب بھی نہ نکلی جو حوصلہ دل کا

حشر آیا مگر نہ آئے تم
کچھ ٹھکانا ہے اس تغافل کا

عیش وصلت کا دین تجھی پیغام
حوصلہ کیا ہی غم کی مارون کا

گیا بلا ہی کہ ساری دنیا مین
تذکرہ ہی ستم شعارون کا

نہ بدلی خلق کی سب نیکیونسی ایک بدی
یہ رشک دیکھ تو اپنی گناہگارون کا

ہجوم دیکھ کی یاد آگیا دم محشر
کسی کی راہ مین مجمع وہ بیقرارون کا

طلب ہی لطف سی ٹوٹا لنا تغافل سی
ادا سی لیتی ہین سب کام وہ اشارون کا

میری ماتم مین رہی فکر ستمگارون کا
حوصلہ پست ہوتا عشق سی یارون کا

یون تو دعوی ہین بہت زہد کی لیکن نواب
رنگ میخانی مین دیکھی کوئی ہشیارون کا

رجعت نہو آہ کی فسون کے
معمول ہی یہ بہی اس عمل کا

جفاؤن سی اوس بت کی دنیا مین شاید
کوئی بچ رہا ہوگا بندہ خدا کا

صدمہ نہ اوٹہاتی ہم جفا کا
ہوتا جو نہ آسرا وفا کا

نواب بتون کی عشق مین کفر
کچہ خوف نہین تجہی خدا کا

یہ بہی ہی نیا قہر کہ اب حکم ہوا ہی
مرجای مگر نام نہ لی کوئی وفا کا

پوچہتی کیا ہو کہ عاشق کیون ہوی
کیا کہون حال اس غمِ جانکاہ کا

ازل مین مری سامنی تو نہتا
بڑا فضل تہا یہ بہی اللہ کا

سنادی ذرا تو ہی دل کی تڑپ
فسانہ مری حالِ جانکاہ کا

نازان ہون اپنی فہم رسا پر کہ حشر مین
بدلی گنہ کی حق سی ہون طالب ثواب کا

آئینگی وہ بلائین جو آئی ہون کبھی — چندی یہی جو رنگ رہا اضطراب کا

عیش جنان سی کم نہین لذت وصال کی — ناصح جو ہی فراق نمونہ عذاب کا

نواب بری سی چلی کعبی کو شکر ہی — اب بھی خیال کچہ اونہین آیا ثواب کا

نازکیونکر اپنی مرنی پر نہو مجکو خدا — دیکہا تو کشتہ ہون آخر کس بت مغرور کا

کیا جانی ہین کیا کچہ اوسی نواب سناؤن — پرسان ہو اگر کوئی مری راز نہان کا

ای آفتاب حشر نسو جھی تجھی بھی کچھ — آئی نظر جو رنگ جدائی کی رات کا

آئینگی وہ عذاب کہ دوزخ بھی ہو خجل — ہوگا جو انتقام تری التفات کا

دشت بنجای گا گہر کاتب قدرت تیرا — کھینچ گیا کچہ بھی جو نقشہ مری ویرانی کا

راتدن اوسکی تصور سی نہ نکلو نواب — اس سی بہتر نہین ہی طور نگہبانی کا

نزع مین پاس سی بہی اوسکو ندیکہا افواب
ہمتو سنتی تہی بہت شہرہ تری حسرت کا

ہاتہ رکہہ لیتی ہین آنکہون پر وہ کس انداز سی
تذکرہ کرتا ہی جب کوئی کسی بیمار کا

منع کرتا ہی مجہی عشقِ بتان سی اے خدا
مجہہ سی بدتر حال ہوجائی مری غمخوار کا

کسطرح جہپکی پلک اوسکی شبِ غم چارہ گر
جسکی آنکہون مین ہو عالم ابرِ دریا بار کا

عشقِ بت مین ہین وہ کافر ہون کہ قدسی سے فخر
رکہتی ہین تسبیح مین رشتہ مری زنار کا

نزع مین تہا موت سی بدتر مجہی
مسکرا کر پوچہنا اغیار کا

فتنون نی بہی منہ امنِ محشر مین چہپایا
شہرہ ہی یہانتک تری بیدادگری کا

مرجاونگا پہر رشک سی محشر مین الٰہی
پرسان نہو کوئی مری داغِ جگری کا

ہی مجکو عزیز اسلیی خورشیدِ قیامت
پرتو ہی کچہہ اسمین تری بیدادگری کا

ایک بھی ایسا نہین دنیا مین جو تیرا نہو
پھر بھلا کس سے کرون شکوہ تری بیداد کا

مین وہ وحشی ہون قفس مین رنگ میرا دیکھکر
بارہا نواب منہ فق ہو گیا صیاد کا

ستم ہی اب بھی وہ اوس ناتوان سے کرتی ہین
کہ بستر پر قیامت ہے بدلنا جسکو کروٹ کا

یہ خبر سنکر وہ دشمن جان کی ہو جائیگی
تذکرہ کرتی ہو ناحق تم مری احباب کا

جوش جنون کی ہای ذرا شوخیان تو دیکھ
جاسوس بن گیا ہی محبت کی راز کا

اوٹھواو ناز اور کسی سی کہ اب یہان
کچھ سلسلہ ہی صبر سی راز و نیاز کا

اپنی دامن کا جھٹکنا وقت رخصت دیکھ لی
بس یہی نقشہ ہی میری گردش ایام کا

کیونکر نہ ظلم اوٹھاون بتون کی نئی نئی
پرتو ہی ان مین اوسی حسن قدیم کا

سپہر پہ تھا اسکا شہرہ زمین پہ تھا اسکا چرچا
عجیب کچھ رنگ بندھ گیا تھا ام اخیر و آسمین کا

چاہت نی قد و زلف کی یہ لطف دکہایا — محتاج نہین ہی کوئی اب دار و رسن کا

آنکہین ہوئین ناسور جو رونی سی تو پہر کون — نظّارہ کری گا تری بیباختہ پن کا

ملی گی پہر یہ کہان لذتِ خلش ای کاش — نہو خیال تجہی دل کی چارہ سازی کا

پیدا نہو زمانی مین یا رب وہ حشر تک — باقی رہا ہو کوئی اگر میری نام کا

لی بدلی کچہ تو عیش کی دشمن سی بہی فلک — شہرہ جہان مین ہی تری انتقام کا

عرضِ نیاز پر وہ بگڑتی ہین ناز سی — سچ ہی یہی جواب ہی میری سوال کا

جلی کچہ گہر و تر سا تو بہلا کیا فائدہ ہمکو — عدو کی گہر الٰہی بہیج دی شعلہ جہنم کا

وہ کیونکر چہوٹی عدو سی ہو شادان دلمین سعی جو توبہ — جو اندوہِ شبِ فرقت سی مہا ہو کوئی دم کا

عجب غم دو تہیا نواب جو خالق سی کہتا تہا — کہ دل مین میری نہی دی الٰہی دو عالم کا

الفت کسی سی ظالم کاہی کو کوئی کرتا
ایسا ہی شیوہ ہوتا گر سب ستمگرون کا

ملائک تڑپنی لگی ہای کہکر
سرِ عرش پہنچا جو نالا کسیکا

اداسی بگڑنا لگاوٹ سی ملنا
یہ انداز بہی ہی نرالا کسیکا

اُس مُنہ سی کرون شکوہ کہ مدت سی یہان تو
ہی نام لبون پر سحر و شام کسیکا

ایسی ہی دل کی لینی مین اُلجہن ہی تو پہر
سودا تمہاری زلفِ پریشان کا ہوچکا

نواب چاہتی ہو کہ ہو عشق کا علاج
ہی گر یہی مرض تو بس آرام ہوچکا

کہنی لگی وہ وصلتِ دشمن کی داستان
حالِ غمِ فراق مین جسدم سُنا چکا

کیا خاک تیرا اشک مین ممنون ہون کہ تو
دامن سی اوسکی خون بہی میرا نہ دہو سکا

ہی جبکہ بار آپ کو ناز اوس سی تو کبہی
گیسو کی بوجہ کا بہی تحمّل نہو سکا

یون آہ کہینچی مینی کہ اوس فتنہ گر سی بہی
دم بہر بر عدو مین تغافل نہو سکا

ہوا ہی مدتون مین وہ ستمگر مہربان اپنا
بنائی اور عالم مین مکان اب آسمان اپنا

سب مٹا دیا ہمنی غم مین خان و مان اپنا
تا نہو کبہی معلوم غیر کو نشان اپنا

محال ہی کہ کبہی ہو وہ بیخبر اپنا
ذرا خیال رہی تجکو نامہ بر اپنا

شب وصال صنم ہای کون دیکہی گا
یہی جو حال رہا غم سی تا سحر اپنا

اُٹھو رقیب کی فریاد سی کہ دم بہر کو
ہماری آہ کو دیدی ذرا اثر اپنا

ہای بیجرمی قاتل کی شہادت کی لیی
نام خود ہمنی لکہا ہی سر محضر اپنا

بسکہ ہی ورد یہی ہر سحر و شام اپنا
اس لیی وہ نہین لیتی ہین کبہی نام اپنا

ساتہ دی کیا کسی مظلوم کا وہ ای نواب
نہوا ہو کسی صدمی مین جو ناکام اپنا

تظلم کی لیی کہا ہی ہمنی کیون کفن اپنا
یہی دعوی ہین تو بس ہو چکا وہ گلبدن اپنا

نہ بتانی پر اسی ہی یہ تڑپ کیا ہوتا
تم بتا دیتی اگر دل کو ٹھکانا اپنا

لا کہ آغوش ہین تم دل کو چھپاؤ تو اب
ڈہونڈہ ہی لی گی وہ مژگان تو نشانا اپنا

توبہ بیداد سی ہرگز نہ کرو تم ہر چند
کر چکا کام یہان چرخ ستمگار اپنا

بخت بد پر ہی یہ تکیہ کہ عدو بی کہٹکی
حال کہ جاتا ہی غم اب سی ہر بار اپنا

ہوا ہی عزم الہی سوء عدم میرا
بتا تو کونسی دل ہین یہ ہی کا غم میرا

چاک کرنی سی بھلا نامی کی حاصل کیا ہی
آپ سمجھی ہین کچہ اسکو ہی گریبان میرا

قتل کرکی مجھی کہتا ہی ادا سی وہ شوخ
تیری سر پر یہ رہا حشر تک احسان میرا

یہ بیون گا اتنی نہ آئی گا ہوش حشر کو بہی
پہنچ گیا جو کبھی ہاتہ تا سبو میرا

رقیبِ جان ہی دیوین گا رشک سی تڑپنی — گِلہ کیا جو کبھی میرے روبرو میرا

آئینہ نہ دیکھتا جو ہوتا — غم مین کوئی غمگسار میرا

خدا ہی جانی ستم کونسی ہون آخر مین — ابھی تو لیتی ہین وہ صِرف امتحان میرا

اَی پرستش بتون کی کہ کبھی ای نواب — نام لیتا نہین اب کوئی مسلمان تیرا

ذکر پریونکا وہ سُن سُن کی جلا ای نواب — چل گیا آج تو اوس شوخ پر افسون تیرا

مین تیری واسطی نواب لڑون کس کس سی — عشقِ جانان مین تو دشمن ہی زمانہ تیرا

عدو کا خط سمجھکر نامہ قاصد سی لیا لیکن — بہت بگڑی لفافی سی جو خط میرا نکل آیا

سمجھونگا مین ای چارہ گر گر مری دل سی — ارمان کوئی ہمرہِ پیکان نکل آیا

کس لیی ہاتھون سی تھامی ہو دل — کیا مرا دردِ جگر یاد آیا

ٹہی گام حبا کون ای اجل تیری اداؤن پہ
جو مرتی دم بہی مجکو غمزۂ قاتل پسند آیا

تمہین تو جان سی بہی بڑہکی ہی نواب دل اپنا
گرو گی کیا جو اوس بیرحم کو یہ دل پسند آیا

ابہی عووی بہت ہین اپنی بیرحمی اپر اوس بت کو
مرے اوٹہین گی مقتل مین جو کوئی جان بلب آیا

اشارے کر رہی ہین کیسی کیسی لوگ ہنس ہنس کر
عبث نواب تو محفل مین اوسکی بی طلب آیا

اور اب آئی قیامت کہ سب مجہے
عیشِ جاوید مین غم یاد آیا

ٹعبی جاتی تو ہو لیکن نواب
گیا کرو گی جو صنم یاد آیا

مقتل مین اوسی جو وہ بید ادگر آیا
مین کیا کہون یارو کہ مجہی کیا نظر آیا

ٹہتی ہین کہ وصلت نہین ممکن ہی صد افسوس
الزام مری دل ہی کی امید پر آیا

نہ ملنی کا اسی پردی مین اک اشارہ تہا
کہ بزمِ غیر مین وہ شوخ بی نقاب آیا

ڈرون گا فکر مین کیا جان دینی کی یارب
جو وقتِ قتل بہی ظالم کو کچہ حجاب آیا

شگفتہ جب کسی غنچے کو دیکھا موسمِ گل مین
شبِ وصلت کسی کا مسکرانا مجکو یاد آیا

پڑہین گی فاتحہ ہم تیری روح پر مجنون
جو زیرِ پا کبہی صحرا مین کوئی خار آیا

قفس مین میری تڑپنے کی نہ فکر کر صیاد
سُنا ہی دہوم سی پہر موسمِ بہار آیا

ستم فراق کا یہ دیکہہ تو کہ آنکھون مین
رہی نہ اشک تو پہر پارہ جگر آیا

نہوگا کوئی میکش دہر مین نواب سے بڑہ کر
کہ مسجد مین بہی پیشانی پر پیی می کا سبو آیا

ہم جانتی تہی دل کو بڑا صاحبِ تدبیر
پر وہ بہی غمِ عشق مین کچہ کام نہ آیا

ہر دم یہی دہڑکا ہی کہ اب آئی قیامت
مر کر بہی ہین گور مین آرام نہ آیا

گہ شکوہ بیداد کبہی شکرِ تلطف
ہمکو تو کوئی اِسکی سوا کام نہ آیا

رونا نہین آتا ہی کہ مرنا نہین آتا
انصاف سی دیکھو تو ہمین کیا نہین آتا

مرتی ہین سبھی یون تو تری ناز و ادا پہ
پر میری طرح ایک کو مرنا نہین آتا

توقیر کی خواہش مین کرون خاک کہ مجکو
اوس بزم مین رسوا ہی تو ہونا نہین آتا

نفرت نہین کچھ اوسکو نواب یہ فقری ہین
الفت نہ اگر ہوتی تو دل مین نہ وہ آتا

وہ گھر مین بھی اولٹین گی منہ سی نقاب کیا
ہوگا ہماری ضد سی وہان بھی حجاب کیا

روز جزا جو پوچھین گے نواب تیرا حال
ہمسی تو کہہ دیگا وہان تو جواب کیا

جسکی رگ رگ مین اسیری کا ہو ذوق
وہ بھلا ہو دام سی آزاد کیا

گھر تو ویران کر چلی نواب تم
ہوگا اب جنگل کوئے آباد کیا

ذکر بت سی ہو گیا واعظ خموش
ہم بھی اوسکی طرح بت بنجائین کیا

جو نہ سمجھی آپ کو بھی عشق مین | پھر اوسی کہی کہ ہم سمجھائین کیا

چاہ کر کی جان ہی سی جب گئی | پھر تمہاری ظلم سی گھبرائین کیا

جاتی ہو نواب تم پھر شکایت سیر ہو | ہم کرو شکوہ جفا کا اور وہ فرمائین کیا

ہو گی وہی مصیبت جب ہوے گی بیقراری | مانا کہ صبر دل نی دم بھر کیا تو پھر کیا

وہی مرتی ہین جو ابھی ہین نواب | مریضون کا تو اوسکی پوچھنا کیا

کسطرح دل سی نکالون ہوس روز وصال | اوسکی کوچی مین نہوے گی شب تنہائی کیا

تقدیر کا لکھا جو مٹاؤ تو ہی مزہ | ہم آپ مٹ گئی ہین مٹاتی ہو ہمکو کیا

جو مرتا ہی بلا سی ہی نہین کچہ غم | عدو کی مرنی سی جای گی خدائی کیا

کیون مسیح ابتک فلک پہ بیٹھی ہین چھپ کوئی | اوسکی کوچی مین نظاری کی آئین گی کیا

کیون نہ عیسی کو بلاؤن خضر سی پھر علاج
وہ بھی تیری غم مین میری طرح مر جائین گی کیا

گو ہون محجوب فرقت کی شکایت سی مگر
وصل کی تہنی کری شی نہ شرمائین گی کیا

جب کہا اوس شوخ نی کیون چاہتی ہو تم ہمین
مجکو حیرت ہے کہ پھر نواب فرمائین گی کیا

غلط ہی نکلی الہی تری سب وضعی
وگرنہ ہمنی سنی ہین حکایتین کیا کیا

جو محفل مین مینی نظارہ کیا
تو غیرون کو اوسنی اشارہ کیا

جب نہ سُنا اوسنی غمِ دل تو پھر
شعر ہی مین اپنی سُنایا کیا

جسنی تری شکل بنائی تہی وہ
کیون نہ ابد تک تجہی دیکھا کیا

نلصح ہزارون کہیل گئی اپنی جان پہ
ہمنی کسیکو دل جو دیا کیا بُرا کیا

اوگتاتی ہین فراق مین سب عشق سی یہان
ہجران مین شوقِ وصل ہمارا بڑہا کیا

کاش احوال مرا تو نہ سناتا قاصد
اس سی تو اور اوسی مائلِ بیداد کیا

مرتی دم چھوڑ دیا کُنجِ قفس سی مجکو
ہای کیا ظلم و ستم تو نی یہ صیاد کیا

نام اپنا مٹا کی دنیا سی
ہمنی بہی عاشقون مین نام کیا

قصۂ زیست تہا دراز مگر
اوسنی دو باتون مین تمام کیا

کرتی ہین کیا کچہ غیرت والے جسکی چاہت مین
مر کر ہمنی اوسکو ناحق دنیا مین بدنام کیا

وصل سی بگڑی وہ میری منت پر راضی ہوے
یہ بہی جہگڑا اپنی اونسی خوب ہی تہی یکسو کیا

خوبیِ قسمت تو دیکہو عاشقون کی گن کی نام
مجکو بہی اغیار مین اوس شوخ نی شامل کیا

لوحِ محفوظ پر لکہا نامہ
ہمنی بہی کیا ہی اختصار کیا

یاس سی تجکو دیکہ لیتی پر
موت نی کچہ نہ انتظار کیا

نواب کیا سبب ہی کہ آزارِ عشق مین — جس سی ملی تم اوسنی ہی تم سی حذر کیا

حیات و مرگ مین جھگڑا تھا ایک مدت سی — کسی کی تیغ نی دم بھر مین انفصال کیا

ہای کیون کی تھی نگاہِ لطف جسکی وجہ سی — دیکھکر مجکو وہ ساری عمر پچھتایا کیا

دل کو شبِ فراق یہ کسکا خیال تھا — جو ایک ایک آن مین لطفِ وصال تھا

منگوائی جو شمع اوسنی ظلمت کا بہانا تھا — پروانون کی پڑی مین بیرا ہی جلانا تھا

جو اپنا حالِ دل اوس شوخ کو سنانا تھا — تو آگی غیر کی نواب یون نہ جانا تھا

رقیب کو نہ بلایا جو سیر ہو جاتی — دمِ عتاب اگر مجکو آزمانا تھا

مین بھی کشتۂ انداز تھا لیکن اوسکو — دیکھکر غیر ہی کو ناز سی شرمانا تھا

کیون تغافل سی کیا قتل مجھی ای نواب — ناز سی اوسکو جنازی پہ اگر آنا تھا

نہ نگہ مین حسرتین تہین نہ کچہ آہ مین اثر تہا
تری آگی میری ضد سی دلِ غیر نوحہ گر تہا

دلِ غیر کو کسی نی جو کیا ادا سی بسمل
تو وہ ہای یہ سوچا کہ یہان تو ہی جگر تہا

یہ سجی بہی عدو اونکی ہین سمجہا کیا غلط
بدقسمتی پر اپنی یہ کچہ اعتبار تہا

ایسا بلا کا ہجر مین دل پہ ورود تہا
شرمندہ جسکی آگی عذابِ خلود تہا

میری ہی دم سی فتنہ گری اسکو آگئی
نواب پہلی بہی تو یہ چرخِ کبود تہا

ساری جہان کی ہین مزی وصل مین وہین
جس جس جگہ فراق مین شدت سی درد تہا

نواب سا کہان ہی زمانی مین رنج دوست
عیشِ جنان مین بہی تو طلبگارِ درد تہا

وہ ہر نگاہِ شوق کو گنتی تہی وصل مین
مجہپر تو لطف مین بہی ستم بیحساب تہا

بی پردہ غیر سی جو ہوا شب تو وہ ہوا
حیرت مین ہون کہ مجکو سحر کیون حجاب تہا

بیٹھا ہی آج رندون مین پیرِ مغان بنا　　نواب کل تو مدعیِ احتساب تہا

مرنہ جاتا فراق مین کیونکر　　تجہسی کچہ شرمسار ہونا تہا

قدر ہوتی تو اوسکی ناوک کو　　میری ہی دل کی پار ہونا تہا

تہا جو فرقت کا خوف تو نواب　　وصل ہی مین نثار ہونا تہا

موت بہی تنگیِ رہ سی اپنی گہر اولٹی پہری　　رات کو فرقت مین تیری یہ ہجومِ نالہ تہا

تہا وہی نواب بیکس رات تیری غم مین　　جسکی ہر نوکِ مژہ پر دل کا اک پرکالہ تہا

جانتی ہی جسکو سب خلقت تجلی طور کی　　وہ بہی نواب اک اوسی کا جلوۂ مستانہ تہا

آسمان کو کیا عداوت تہی جو دیتا مجہکو عشق　　کچہ نہین نواب یہ قسمت ہی کا کچہ پہیر تہا

افسوس کہ وہ پہیرتی ہین اب اوسی دل کو　　آغاز ہی مین جس سی حذر ہمنی کیا تہا

آفرین تک بهی نکلی نہ منہ سی وقتِ قتل
اسقدر نواب اوس قاتل کا خنجر تیز تها

دنیا کی جفاؤن سی ترا جی نہ بهری گا
پہلی ہی تری خو سی مین پہچان گیا تها

اضطرابِ دلِ بسمل مین تهی یارب کیا بات
کہ وہ بیدرد بهی حسرت سی تماشائی تها

قتل اوسنی نکیا مجکو خطا پر بهی مگر
میرا مرنا خللِ اندازِ خود آرائی تها

دیکهتی ہو تم جسی ناسور اپنی ہجر مین
ابتدای عشق مین یہ دیدۂ خونبار تها

دیدیا اوسکو جسی کچہ قدر ہی اوسکی نہین
غیر تو یارب مجهی بہرِ ستم درکار تها

کیون اوڑی نامہ بر کو دیکہکی ہوش
تها خدایا کوئی ہیبت تها

عرش پر بهی ملک تڑپتی تهی
ہاتہ مین کسکی آج خنجر تها

لی جان تڑپ تڑپ کی آخر
دل تها کہ یہ دشمنِ بغل تها

پہلو مین رہا جو رات بھر درد — شاید وہ عدو سی ہم بغل تھا

تم نہ آتے مگر تسلّی کو — وعدۂ صبح و شام کرنا تھا

سمجھا مین اوسکو دشمنِ جانی اگرچہ تو — میری ہی واسطی سی دلِ ازوان مین تھا

تجھی جب دیکھتا تھا رات کو نواب محفل مین — تو کس حسرت سی رو رو کر کلیجا تھام لیتا تھا

آج لی آئی ہین نواب کو گھر مین ورنہ — تو سُنی ون تری کوچی مین وہ مظلوم نہ تھا

بن کی بیخود گر پڑی قدمون پہ انکی نواب ہم — اوسکی پا بوسی کا بہتر اس سی کوئی ڈھب نہ تھا

ہای اوسکو کیون سکھائی تو نی وحشت کی چلن — تار تک بہی جیبون جسکی گریبان مین نہ تھا

تجھسی کیا بگڑی ہی چاہت مین کسیکی ورنہ — کبھی فرقت مین یہ مرا غمخوار نہ تھا

رشکِ عدو سی رات تری یاد مین مجھی — تعویذ تھا لحد کا نشانِ قدم نہ تھا

نواب رنج عشق کو پیدا کیا ہی کیون
آخر غم جہان ہی تو مرنی کو کم نہ تہا

ناز کیا کیا ہی تجہی اپنی ہی یکتائی پر
کیا ازل مین کوئی یارب بُت مغرور نہ تہا

نواب تمنی وصل کا پیغام کیون دیا
کمبخت کیا فراق مین تجکو مزا نہ تہا

رنج ہو تو تجہسی مجہسی ہی کیون ہم پر عتب
مانع وصلت تو تیری ہی حیا تہی مین نہ تہا

ظالم تو بہت گذری ہین آفاق مین لیکن
تمسا تو جفا پر کوئی مغرور نہین تہا

ہون مضطرب ایسا تری پہلو مین کہ اتنا
بیتاب کبہی مین تہ خنجر نہوا تہا

کیون وصل کی اقرار سی نواب ہوا خوش خوش
یہ وعدہ تو تمکو کبہی باور نہوا تہا

فکر ہوگی نئی مخلوق کی تجکو یارب
یون ہی چندی وہ اگر مائل بیداد رہا

ہر گہڑی دل کو یہ ہڑکا تہا کہ اب صبح ہوئی
وصل مین بہی غم ہجران ہمساز رہا

یہ بیخودی تھی کہ ہرگز اوسی نہ پہچانا
یہان تو وصل مین بھی ہای انتظار رہا

کسی کی درد کی آمد جو دل نی سن لی تھی
اس انتظار مین تا حشر بیقرار رہا

گلی کرونگا ہزارون ہی وصل مین نواب
جو دل سے اپنی مجھی کچھ بھی اختیار رہا

نہ تو ملا تو مرین گی تری تصور پر
کہ درد و غم مین ہی دل کا چارہ ساز رہا

کرون رقیب کا شکوہ مین کسطرح تجھسی
بھلی بری مین نہ جب تجکو امتیاز رہا

بیٹھین ارباب عشق اکبتک ذرا انصاف کر
مدتون تک تو تری غم مین مرا ماتم رہا

منزل کا وہمیان آتی ہی پہنچا ہون یار تک
مین اپنی کچھ خیال سی بھی پیشتر رہا

اب نہین صبر کہ مین رشک سی بچنی کی لیسی
مدتون تک تو ترا مائل تصویر رہا

وصلت سی اور شوق یہان تو سوا ہوا
کیونکر کہون کہ اب کوئی ارمان نہین رہا

اوسنی کسی کی بہی سُنی میری قتل مین — شکرِ خدا کہ غیر کا احسان نہین رہا
لذت اوٹہاتا کچہ تو تڑپنی کی بعدِ مرگ — افسوس حشر تک بہی مین بسمل نہین رہا
کیونکر رہی گا اوسکو خیالِ نیازِ عشق — جس بُت کی دل مین خوفِ خدا کا نہین رہا
اثر آیا دعا مین اوسدم ہای — دل مین جب کوئی مدعا نہ رہا
ہی دل مین آج موت کی انداز دیکہنا — کچہ رہ نجای ای نگہِ ناز دیکہنا
نواب بیخودی تو ہی وصلت مین کہین — مُنہ سی نکل نہ جای کوئی راز دیکہنا
مصروفِ عیش شہر مین سب ہین مگر مجہی — تصویر بنکے صورتِ دلدار دیکہنا
گردن جہکائی کا تو نزاکت لحاظ کر — اوچہی پڑی نہ یار کی تلوار دیکہنا
پہر آتی ہی بہار زمانی مین ای جنون — باقی رہی نہ جیب مین اک تار دیکہنا

محفل مین بلکنی لگی حسرت سی سب اغیار
کیا جانیی ہمنی اونہین کس پیار سی دیکھا

ہوگا اوسی کیا شامتِ اعمال کا دہڑکا
جسنی تری فرقت مین شبِ تار کو دیکھا

ہین رشک سی مرگیا جو کوئی
لوحی مین تری مزار دیکھا

نواب جہان ہی جان کا ڈر
تجھکو وہین لاکہ بار دیکھا

کوئی صدمہ نہین دل کو تو بتا ای نواب
نگہِ یاس سی کیون تونی فلک کو دیکھا

ای نوح بہت ناز دعا پر ہی کہو تو
ٹکڑا بہی جگر کا کوئی طوفان مین دیکھا

یہ صدمہ نہ دیکھیگا قیامت مین بہی کوئی
جو مینی شبِ ہجر کی آہرن مین دیکھا

تم تو غیرون کی نظارے مین تہی مصروف مگر
مجھسی پوچھی کوئی جو مینی تماشا دیکھا

مینی جانا کہ یہ خورشیدِ قیامت نکلا
جس گہڑی وصل کی شب صبح کا تارا دیکھا

حال کیا ہوگا حشر مین سب کا
تمنی اُس ناز سی اگر دیکھا

اوسنی دیکھا نہ دل مرا جسنی
تیری زلفون کو تا کمر دیکھا

لی کی آیا ہی جو خود آج وہ پیغام وصال
نگہ یاس ہی کسنی سو در بان دیکھا

جان کو رشک یہی ہی کہ جگر نی نواب
دل کو آتی ہوی کیون تا سر مژگان دیکھا

نواب یون تو اوسنی انکہین لڑائین سب سی
پر دیکھنا وہی ہی جسکو اوسی دیکھا

خار بن کر اوسی سی اولجہی ہم
جسکو پہنی ہوی کفن دیکھا

وفا ہوا نہ کبھی گرچہ لاکھ بار ہوا
قضا کا وعدہ ہی گویا وصال یار ہوا

شکوۂ بیداد سی جو نالہ حاصل ہوا
جسکو ہم آسان سمجھی تہی وہی مشکل ہوا

اپنی ہی صورت کہا دینگی اوسی نواب ہم
اوسکی صورت دیکہنی کا گر کوئی سائل ہوا

سنا ہی آج وہان قتل بیحساب ہوا — اگر یہ سچ ہی تو اوسکو بڑا ثواب ہوا

عجیب سیر وہ کہائین گی تمکو مقتل مین — جو زیر تیغ ہمین کچہ ہی اضطراب ہوا

ان بتون کا بہی ہی کیا رتبہ کہ اللہ اللہ — جن کی تصویرون سی مسجد و صنمخانہ ہوا

گیا ہی بن ٹہن کر وہ آیا تہا شب وصلت مگر — جب بگاڑ آہمنی تو کچہ اور ہی عالم ہوا

جوش حسرت تجہسی سمجہون گا خدا کی رو برو — اضطراب دل تڑپنی سی جو کچہ بہی کم ہوا

نواب چارہ گر کی خوشامد سی بچ گئے — اچہا ہوا جو عشق کا آزار کم ہوا

ہی لطف زیست کا تو یہی چہیڑ چہاڑ مین — چہیڑا تمہین کسی نی تو پہر کیا غضب ہوا

سونی دو بخت بد کو کہ سو بار آہ سی — نواب تمنی اوسکو جگایا تو کیا ہوا

وصلت کی رات تو نہین دن ہی فراق کا — آتی نہین ہی اب بہی قیامت کو کیا ہوا

گردن پراونکی خون ہی ساری جہان کا
حیران ہون کہ جوشِ نزاکت کو کیا ہوا

ہی یہی اک مشغلہ فرقت مین جینی کی لیی
مرہی جاؤنگا اگر دردِ جگر اچھا ہوا

شکلِ مطلب تو نہ نکلی اس سی کیا مطلب اگر
نالۂ دل سی ہزارون مرتبہ محشر ہوا

تمتو چڑتی تھی بہت نواب نامِ عشق سے
نازہ چاہت پر ہی اب یہ کیا ہوا کیونکر ہوا

رشک کرنا ہی نہ تھا غیر سی تجکو نواب
ہای اِس بات سی وہ اور بہی مغرور ہوا

آئی بہار بہی تو زمانی مین او سکھڑی
اس جیب چاک چاک مین جسدم رفو ہوا

کیا خاک مین نماز پڑہون واعظو کہ آج
سجادہ ایک تھا وہی ہین سبو ہوا

خطِ قسمت اور جا اپنا ٹھکانا کر کہ اب
اوسکی چوکھٹ پر مجہی شوقِ جبین سائی ہوا

کیا کچہ کہونگا اوس سی مین نواب گر کبہی
ہنگامِ شکوہ کچہ بہی وہ مجہسی خجل ہوا

ہم یہ سمجھی تہی کہ غم دل نہ نکلی گا کبہی	وہ ہی باتون مین مگر اوسکی فراموش ہوا
ڈہونڈہنی نکلی تہی تیری ضد سی ہمنوا اور کو	لایا در پر تیری ہی شوق دلی یہ کیا ہوا
تم جو تعذیر ندو تو ہی تمہاری تقصیر	جرم کا مجکو تو سو مرتبہ اقرار ہوا
بارہا بیچی ہین رقیبون نی اسی باعث سے	آج نواب گلی کانٹری پہر ہار ہوا
کس طرح زیست بسر ہوگی بتا تو یارب	حسرت دل کو غم دہر جو کافی نہوا
وہ تو مشتاق تہی رقت کی شب وصل افسوس	اشک شادی بہی ہی آنکہ سی جاری نہوا
جنون کی جوش مین کاہی سی مین ڈہونڈونگا	اگر جنان مین ترا سنگ آستان نہوا
وہ رنج دوست ہین حسرت یہ آتی ہی ہر دم	کہ دل مین میری ہی سارا غم جہان نہوا
شب وصال عدو رنج ہی یہی نواب	کہ مثل شرم مین کیون اوسکا پاسبان نہوا

کیا مزہ زیست کا آئیگا اوسی دنیا مین ۔ جو کوئی تیغِ اداسی تری بسمل نہوا

لوگ مرنی کو بتاتی تہی بہت ہی دشوار ۔ شکر صد شکر کہ یہ بہی مجہی مشکل نہوا

سجدی کرتا ہی کعبی مین زاہد ۔ ہای اسوقت وہ صنم نہوا

بڑہ گئین مہربانیان اوسکے ۔ غم مری دل سی پہر بہی کم نہوا

خاک افسوس کری گا وہ مری مرنی پہ ۔ قتلِ عالم سی بہی جو شوخ پشیمان نہوا

حوصلہ اوسکا بہی ہی دید کی قابل نواب ۔ جو ستم پیشہ تجہی دیکہ کی حیران نہوا

بد عہدی دل کچہ بہی گر پاسِ وفا ہوتا ۔ تو کیون مری سینی سی اسطرح جدا ہوتا

یہین ہی عشق مین نقصان نہ پوچہتی ہم کیون ۔ بتا دیتا ہمین دل ہی ہمارا وہ جہان ہوتا

ذرا گردش جو بڑہ جاتی تو ای نواب دنیا مین ۔ ہمارا طالع برگشتہ دسوان آسمان ہوتا

کبھی سجدی سی نہ اوٹھتا مرا سر قسم خدا کے | مری نالۂ حزین سی جو وہ بیقرار ہوتا

یوہین ہم بھٹک بھٹک کی کہین ڈھونڈ لیتی آب تو | اوسی شوخ چیون سی غم جو بہر کہین قرار ہوتا

جان دینا مری نزدیک جو مشکل ہوتا | تو تری جور پر اسدرجہ نہ مائل ہوتا

قدر جب عشق بتان کی تجھی ہوتی ناصح | تیری پہلو مین بہی میرا سا اگر دل ہوتا

نہ جی اوٹھتا تو پہر تشہیر کرتی | مرا تابوت ٹھکرایا تو ہوتا

حال دل بی سنی قیامت ہی | تم جو سنتی تو کیا سی کیا ہوتا

اور سب کچھ تجھی خالق نی سکھایا ہوتا | اک فقط غیر سی ملنا نہ بتایا ہوتا

غش مین بیٹھی رہی وہ سر کو لیی زانو پر | کاش تا حشر نہ مین آپ مین آیا ہوتا

قتل کرتی مجھی ہوتا نہ اگر شادی مرگ | تمنی مژدہ تو کوئی آکی سنایا ہوتا

جتنی نقشی تہی وہ ای چرخ مٹائی ہوتی — داغِ دل پر نہ مرا تو نی مٹایا ہوتا

تو ہی کہہ دینا حالِ دل قاصد — مجہسی تو کچہ ادا نہین ہوتا

یہ ہٹ دہرمی ہی واعظ کی قسم کہانی کی قابل ہی — کہ تجکو دیکہتا ہی اور پہر قائل نہین ہوتا

تمام عمر مین مرتا رہا ہون جسپر ہای — اوسی کو اک مری مرنی کا غم نہین ہوتا

کیا بات ہی اللہ کہ اوس حسن و ادا پر — سب مرتی ہین پر ایک ہی مجسا نہین ہوتا

تا مجکو نہ امید ہو اسواسطی نواب — غیرون سی بہی محفل مین اشارا نہین ہوتا

اندیشۂ فرقت سی مین دو جان ہی لیکن — تم ہوتی ہو پہلو مین تو خنجر نہین ہوتا

کیونکر ہو تسلی کہ ملاقات کو اب تو — دن حشر کا بہی ہای مقرر نہین ہوتا

عاشق سبہی ہوتی ہین مگر حال کسی کا — نواب تمہارا سا بہی ابتر نہین ہوتا

تنگ آکی ظلمِ یار سی دل یار ہو گیا — دشمن جو تھا مرا وہی غمخوار ہو گیا

مرتا نہ ہجر مین کبھی عاشق ترا اگر — جب جان دی کہ غم سی وہ ناچار ہو گیا

خوابِ عدم سی مین تو ازل ہی مین مست تھا — پر اوسکی ناز اوٹھانی کو ہُشیار ہو گیا

جسپر ہزار ناز تھی نواب کو وہ دل — دو ہی لو اون مین تری پامال ہو گیا

دل کو تڑپنی سی تسلّی ہوئی — دردِ جگر بڑہ کی دوا ہو گیا

اِس طرح فریاد کی ہینی کہ رونا ہی آ — داورِ محشر کی نزدیک اک تماشا ہو گیا

تو غلط ہی جان سپرد عوئی الفت اگر — سُوچ آتنا تو کہ مجھپر آہین کیا کیا ہو گیا

ناز تھا دشمن کو تیری لطف پر کیا کیا مگر — چارہ ہی اُن کی ستم مین وہ بھی مجھسا ہو گیا

ہرچند تھا عتاب عدو پر وہان مگر — دو چہر کیون کو سُنکی یہان کام ہو گیا

اوس بیوفا کا عشق کہان اور کہان وہ ان
نواب ہای مفت مین بدنام ہو گیا

کس شمع رو نی جلوہ دکھایا کہ رات کو
پروانہ جل کی بزم سی کافور ہو گیا

اوس تند خو کی سامنی شکوی فراق کی
نواب اب ترا بھی یہ مقدور ہو گیا

حشر پر رکھی ہین تو نواب سب دعوی مگر
کیا کرو گی گر وہان وہ شوخ منکر ہو گیا

وقت آخر وصل کا وعدہ کیا اوس شوخ نی
ہای مرنا بھی غم ہجران مین مشکل ہو گیا

وصل کی لذت مجھی زندہ نچھوڑی گی کبھی
کیا ہوا گر ہجر کی صدمون سی جانبر ہو گیا

پھر نہ خاطر جمع اوسکی روز محشر تک ہوئی
تیری غم مین جو کوئی دم بھر پریشان ہو گیا

قتل کر کی مجھکو کہتی ہین وہ کس کس ناز سی
آج ہمسی بھی بڑا کار نمایان ہو گیا

ایسی حسرت تھی نگاہون مین تری نواب ہای
دیکھکر اونسا ستمگر جسکو حیران ہو گیا

لایا خرامِ ناز سے آفت جہان پر — فتنون سے حشر کی ہے وہ اک چال چل گیا

اُس حُسن پر کہ حشر مین چاہا تھا خونبہا — وہ شوخ بہرِ قتل وہان بھی مچل گیا

عیش و نشاط سب کو ازل مین ملا مگر — اندوہ و غم ہماری ہی دل مین سما گیا

فرقت مین سخت جان سمجھکر مجھے رقیب — مژدہ تری وصال کا شکو سُنا گیا

گو بیحد آرزو ہے مگر آہ جاے گی — وہ دل ہے یہ کہ جسمین سبھی کچھ سما گیا

گو عشق مین خراب ہوے پر یہ شکر ہے — جو چاہتی تھی ہم وہ ہمین کام آگیا

ہر چند بے قصور ہین پر کیا کرینگی ہم — خاطر مین تیری گر کوئی بہتان آگیا

ہوگا مزہ کچھ اور ہی گردش مین اے فلک — خاطر مین تیری جب کوئی ناشاد آگیا

بھولی نہی تو ہو مگر اتنا ہی سوچ لو — کیا ہوگا گر کسی کو کبھی پیار آگیا

عشق ہی آفت ہی سہی ناصح مگر
کیا کرین بیساختہ دل آگیا

کس طرح کہتا مین ساری داستان
وہ تو دو ہی باتون مین گھبرا گیا

نواب الٰہی کہتی ہو تم اسکو خوش مزاج
معلوم ہوگا جب وہ کسی دن بگڑ گیا

بیڑیان ڈال دین پاؤن مین سمجھکر وحشی
ہاتھ بھولی سی بھی پہر جو گریبان مین گیا

پہر موت حشر تک نہ اسی آی گی کبھی
تجھپر جو مر کی لطف سی پہر تیری جی گیا

اللہ ری دشمنی تری خنجر کی وقت قتل
آب حیات جان کی سب خون پی گیا

تونی نہ جب سنا تو پہر اپنی نصیب کو
اتنا سنایا قصۂ ہجران کہ سو گیا

دم شہادت کا وہ بہرتا کوہکن کا تہا یہ منہ
ہای کیون دنیا سی ظالم تیرا بسمل اوٹہ گیا

لذت درد یہ پہر کاہی کو حاصل ہوگی
چارہ گر دل سی ہی گر کبھی ناسور گیا

اب دیکھین تاکتی ہی جگہ کونسی وہ چشم
تیرِ نگہ سی سینہ تو یک لخت چھن گیا

بس بس خدا کی واسطی ای چشمِ تر کہ اب
لختِ جگر سی دامنِ امید بھر گیا

سمجھونگا تجھسی ای شبِ وصلت جزا کی دن
ارمان کوئی ابکی اگر دل مین رہ گیا

خنجرِ بیداد کی سفاکیان تو دیکھنا
ہوگئی سب قتل پر اک مین ہی بسمل رہگیا

کیا منہ دکھائیگا وہ خدا کو جزا کی دن
مقتل مین ہای جو کوئی ناکام رہگیا

سب تو گئی عمرِ ابد لیکے ہای
مین ہی تری کوچی سی مر کر گیا

جب مری نالون کی تمہین ہوگی قدر
کوئی بھی گر دل مین اثر کر گیا

دامن وسکا تو نچوڑا کبھی سنی نواب
کیا ہوا ہاتہ اگر تا بگریبان نگیا

انداز تیری دیکھکی کیونکر بھری گا ہاے
بالفرض شوقِ دل ہی مرا نامہ لی گیا

بات کی شہرت ہوا کرتی ہی کہنی سی مگر
میری چپ رہنی سی میرا راز سب پر کھل گیا

اشتہار دیا ہمین کیون افلاک سی آخر نواب
رحم کہا کر مری نالون مین اثر آہی گیا

لوگ سمجہی تہی جسی دامن محشر نواب
ہای وہ بہی تو مرا چاک گریبان نکلا

تجہی ہم تو نواب سمجہی تہی کافر
مگر تو بہی ظالم مسلمان نکلا

طعن قاتل سی بچہوٹون گا کبھی محشر تک
کوئی قطرہ بہی اگر دل سی لہو کا نکلا

ہمنی جانا تہا کہ ہوگا کوئی قطرہ نواب
تیری آنکھون سی تو اک خون کا دریا نکلا

ہم تو کعبی کو سمجہی تہی کچہ اور
وہ بہی تیرا ہی آستان نکلا

کیا ہوا حال مرا ہای کہ میری گہر سی
ہاتہ رکھی ہوی دلبر وہ ستمگر نکلا

آج تک سمجہی ہوی تہی جسی عنقا نواب
سنتی ہین وہ تو تمہارا ہی کبوتر نکلا

دیکھ نواب زمانہ ابھی ہوگا برہم
کوئی آنسو جو تری دیدۂ تر سی نکلا

تری تیغ کا دم بہرون کیا کہ ظالم
کفن ہی تو مرقد سی گلگون نہ نکلا

تری خط کو دیکھا کبھی عمر بھر ہم
جفا کی سوا کوئی مضمون نہ نکلا

دنیا مین نہ جاؤن گا کبھی کاتبِ قدرت
عشق اوسکا اگر میری مقدر سی نکالا

اوبھاؤ گی کیا اسکو کہین سی جو نواب
دل ڈھونڈہ کی اوس زلفِ معنبر سی نکالا

رہ گئی اپنا کلیجا تھام کر نواب ہم
رات کو جب بزم سی وہ فتنۂ محشر اوٹھا

نہ ویرانہ خوش آتا ہی نہ گھر مین جی بہلتا ہے
کہان بیٹھون گا جا کر تیری کوچی سی گر اوٹھا

غیرون کی جو دل مین راہ کرنا
میری بہی طرف نگاہ کرنا

یہ کسنی بتایا تجھکو نواب
بیساختہ دل سی آہ کرنا

محشر مین قسم ہی تجہکو حسرت — تو مجہکو ہی اختیار کرنا

راہ پر لگا لائی رفتہ رفتہ اوسکو بہی — مدتون مین گر ہمنی کوئی بہنا پایا

کیا کہون کہ رنگ اسکی مینہدی نی دکہی ہین کیا کیا — عشق کو بہی اے نواب قدر خریدا پایا

تلوون مین تو کیا دل ہی ہین سب رکہ لیتی مینہدی — مجنون نی کہین دشت مین اک خار نپایا

قامت کو سبہی کہتی ہین نواب قیامت — پر اوسکا کوئی مائل رفتار نپایا

دل کو کسنے سکہا دیا نواب — سانس کی ساتہ لب پر آجانا

اگر منظور ہو سیر قیامت تو دم وصلت — بگڑ کر تم ذرا پہلو سی میری دور ہو جانا

فقط اک لطف پر نواب بی لطفی زمانی سی — ذرا سی بات پر اللہ یون مغرور ہو جانا

رہ بیداد نواب اور اک نکلی ستانی کو — زمین کو ہی جانان کو بہلا کیون آسمان باندہا

۴۵

وہ مزے پائے دمِ قتل کہ اشعار مین بھے
باب فردوس کو مینے درِ قاتل باندہا

بیساختہ جواب سوالِ وصال مین
منہ سے تو کچہ نہ بولی مگر سر جہکا لیا

دل کو مرے برا نہ کہو یہ وہ چیز ہے
جسکو ہزار ناز سے تمنے چرا لیا

اعضاے جسم کو مرے کیا کیا ہوا ہے رشک
ہاتہون سے مینے جب ترا دامن اوٹہا لیا

خدا ہی جانے بلا آئی کونسی نواب
فلک نے گرشب وصلت کا انتقام لیا

سوتی تہے کیسے چین سے کنجِ لحد مین ہم
کیون تو نے ہاے فتنہ محشر جگا دیا

برہم ہوے کسے سے نکالا غبار آہ
غیرون سے بگڑے خاک مین ہمکو ملا دیا

کیون رشک سے آئے مجہے موت نامہ بر
جسدم کہ مینے یار کا تجکو پتا دیا

محشر مین رنگ نامہ اعمال دیکہکر
اشکون نے میرے آن مین سب کچہ ڈبو دیا

اُوسنی تو خنجر ہی مانگا تہا برای قتل ہای
دشمنون نی اوسکی آگی کیون نمکدان رکہدیا

اوسنی کیا کیا نعمتین دی ہین نگی ہر انسان کو
جس خدا نی مجکو تجسا شوخِ بی پروا دیا

خواب مین دیکہو گی اوسکو تو قیامت ہوگی
یہی کہکر مجہی اغیار نی سونی ندیا

کیا کرون شکوہ کسی کا کہ مجہی تو شب بہر
میری ہی دیدۂ خونبار نی سونی ندیا

الفت مین تری رقیب میرا
مجسا ہی ہوا تو کیا کری گا

کہدو مرا مبتلا ہی نواب
اِسپر بہی وہ اکتفا کری گا

اداسی جو تو مُسکراتا رہی گا
تو رونی مین بہی لطف آتا رہی گا

جو زندہ ہی نواب تو روز یونہین
تری کوچی مین اک تماشا رہی گا

تہی شکایت تو بہت دل مین یہ معلوم نتہا
کہ تری باتون مین اسطرح بہل جاؤن گا

دعوی عشق کسی نے ہی کیا گر نواب — داور حشر کی آگے مین مچل جاؤن گا

تیری کوچے کی خاک چہانون گا — خاک ہو کر بہی مین نہ مانون گا

صبر کا دعوی بہت تہا پر نہ کچہ بہی بن پڑے — وہ یہ پر وجب ہمارا امتحان لینے لگا

دعوی غم مجہی ای صبر تجہی پر ہوگا — ابکی پہلو مین مژہ کا جو کوئی تیر لگا

شرم سے تیری نہ تہا ہای یہ مجکو معلوم — کہ شب وصل ہی طول شب ہجران ہوگا

دل غم لی سینے سی میری کہ تری فرقت مین — غم و اندوہ کا پہر کون نگہبان ہوگا

کون ایسا ہی کہ دے جان کسی پر نواب — دیکہنا ہم سے ہی یہ کار نمایان ہوگا

ٹہراؤن گا مین عشق کا مجرم ہی اوسے کہ — محشر مین مر اکیا کوئی ہمنام نہوگا

اہ تو ہین ظلم مگر یاد رہے — میری بس مین بہی کبہی آے گا

نہ ڈر تو بیکسی سے ہی علی مرجا کہ خود آکر | بڑی ہی ہوم سی تیرا جنازہ مین اوٹھاونگا
گرچہ چند روز ضعف کے قوت یہی رہی | تو ناز بہی کسی کا اوٹھایا نجای گا
نواب ذکر غیر تو کیا جب سنین گی وہ | اپنا ہی حال تجہسی سنایا نجایگا
خلش درد کی بہی نہتی چہیڑ کو کم | کھٹکتا ہی کیون دل مین پیکان تمہارا
ہم دلمین چہپالین گی تمہین رشک سی اکدن | کیا کرتا ہی کہین تو نگہبان تمہارا
کیا ہی جو نہین جاتی ہو اوس بزم مین نواب | رہتا ہی وہان ذکر تو ہر آن تمہارا
جو کوئی آتا ہی وہ دیکہتا ہی زخمون کو | قتل عاشق نہوا کوئی تماشا ٹہرا
کی نظر جسنی ہدف اسکو بنایا نواب | دل نہ ٹہرا کوئی مژگان کا نشانا ٹہرا
تا سحر بہی نیند آئی تو جانونگا اب آئے | کچہ کہیل ہوا دیدہ بیخواب نہ ٹہرا

جنت جو نصیبوں مین ہی ہوتی تو پھر کیون
اس طرح تری کوچے سے ناکام نکلتا

میری حیرت یہ پسند آئی کہ اک مدت مین
آئنہ دیکھکے سیکھی ہین وہ حیران ہونا

دیکھیی کونسی آفت یہ دکھائی تو نے خواب
بیٹھے بیٹھے ترا بیوجہ پریشان ہونا

کیون مجھی خلق کیا اہلِ ہوس مین نواب
گر نہین تھا مری تقدیر مین رسوا ہونا

محافظ اوسنے بنایا رقیب کی در پہ
یہ رتبہ اب تو مری اعتبار کا پہنچا

بیقراری تری سو بار مین صدقے جاؤن
درد اوٹھا ہے جو دل مین تو جگر تک پہنچا

یہ مزہ ہے دل کو فرقت مین کہ مین اللہ سے
مانگتا ہے تو ترا دردِ جدائی مانگتا

تمنا ہے فرقت مین اوسکی غم اوٹھانے کو
جگر کی جا ہے یارب اک دل خونبار ہو پیدا

یون تو سب کچھ ہے جب وہ آتا ہے
دل مین کچھ مدعا نہین رہتا

شوق بیجا و جفا کا ہی تجہی تو یقین ہی
روز دل ڈہونڈہ کی لاؤ نگاہ مژگان نیا

خاک شکوہ کرون مین دشمن کا
مجھکو تو میری یار نی مارا

بچ گئی رشک سی تو فرقت مین
موت کی انتظار نی مارا

حشر مین سبکو گنہگار مین ٹہرا دیتا
کوئی اوس بت پر اگر جور کا دعوا کرتا

اگر یہ شک نہوتا تو مین خدا کی قسم
تمام عمر ترا نام ہی لیا کرتا

ای نامہ بر اوس کوچی ہی مین جا کی پہر آنا
گر تجہسی مرا حال ادا ہو نہین سکتا

ہای وہ دل جو رہا کرتا تہا زلفون مین تری
آج ملتی ہین اوسی ہاتہون مین دشمن زیر پا

ناز یوسف تو کجا پاس زلیخا بہی نہین
جبسی اوس شوخ نی بازار مین آنا چہوڑا

سنتی ہین قیس کو ہی دعوی وحشت ہمسی
پہلی پیدا تو کری چاک گریبان ایسا

٥٠

پوچھتی ہی پوچھتی تجکو قیامت آگئی
راہ مین مجکو جہان کوئی تماشائی ملا

خار بنکر بہی رہی ہم چمن ہستی مین
ہای جب بہی کسی آبلہ پائی چاہا

ہر چند مین فریاد کیا کرتا ہون دن رات
پر دل کو یہ دعوی ہی کہ مین کچہ نہین کہتا

اب تک سہون صدمی غم فرقت کی مین دن رات
اک روز کہین دم ہی نکل جای تو اچہا

بدگمانی اسی کہتی ہین کہ وہ محفل مین
نالہ غیر کو بہی میرا ہی شیون سمجہا

اونکو خوش آتی نہین ہرگز گلستان کی ہوا
کہاتی ہین ہر وقت جو گور غریبان کی ہوا

غش تو کیا گر مر بہی جاؤنگا تو جان آجای گی
ہی دم عیسی تمہی ہاتہون سی دامان کی ہوا

مل گئی تم بہی پر مری دل کا
ہای کچہ بہی پتا نہین ملتا

اکدن ہی ہنی گی نواب غم کی ہاتہون
اچہا نہین ہی ہر دم یہ میری یار رونا

اپنی مرنی کی مین اب کونسی تدبیر کرون
سخت جانی تو اوس شوخ کا خنجر توڑا

محبت بہی ہی کیا بد چیز جسکی واسطی ہمنی
سہی کیا کیا مصیبت پڑ نہ دل ستی منہ اپہوٹا

یہ بہی قاصد ہی لا جواب جواب
خط کی پرزی جو تو اوٹہا لایا

گم گشتگی کا اپنی بہی پوچہو نگا اوس ستی حال
ٹوچی ستی تیری کوئی اگر رہنما پہرا

وحشت ستی تیرا بہت ہی مرا غبار
گہر گہر خدا کی واسطی اسکو صبا پہرا

جانینگی ہم کہ آج ہی آیا وہان ستی وہ
قاصد جواب لی کی جو وہ زہر جزا پہرا

نہ فکر کیجیی نواب آزمایش کی
دیا جو دل ہی تو پہر خوف امتحان کیسا

ردیف بای موحدہ

من گیا روٹہ کی مجہستی وہ مگر آخر شب
ہای آیا بہی دعا مین تو اثر آخر شب

نواب اب خموش کہ فریاد سے تری
نالان رہی ہی سارے خدائی تمام شب

ہی وہی ہجر کی رات ای ہمدم
جسکو کہتی ہین قیامت کی شب

حاجت نہین ہی کچہ تری گردش کی ای فلک
آفاق مین تو دورۂ چشم بتان ہی اب

حسرت سا کو جسکی دیکھی اک خلق مرمٹی
سنتی ہین تیری ہجر مین وہ نیمجان ہی اب

نواب کیون نہ پہلی ہی سوچی مآل عشق
ناحق تمہین شکایت جور بتان ہی اب

پہلی کیا کیا تہی تمنا مگر اندوہ سی ہاے
جز اجل جان کو خواہش نہین تقدیر سی اب

وصل مین اسکی نہین رنگ غم فرقت کا
اسلیی عشق ہی مجکو تری تصویر سی اب

بڑہ گیا اور بہی فریاد سی درد ہجران
ہمتو نومید ہوی آہ کی تاثیر سی اب

اضطراب دل نواب کا کچہ سوچ نکر
بیٹہی بٹہی بہی ہو جاتی ہین اکثر بیتاب

کیا جانی کیا کرون مین مکافات اسکی ہای
یاد آی گر وصال مین اس دل کا اضطراب

آنکلی گا اگر کبھی **نواب** بزم مین
اوسوقت رنگ لای گا محفل کا اضطراب

وہ آن ہو گی مجکو سوا عمرِ خضر سی
نظارہ ہو گیا جو ترا کوئی دم نصیب

ردیفِ بای فارسی

اپنی شوخی پر ابھی تو نازہی تمکو بہت
بھول جاؤ گی جو دیکھو گی مری دل کی تڑپ

مٹ گئی نقشی ہزارون جب سی ای ربِ قدیر
کیون بنایا تونی اوس کافر کا ایسا رنگ روپ

فریاد سی مین باز نہ آیا سرِ بزم
ہر چند وہ کہتی رہی ظالم چپ چپ

ردیفِ تای قرشت

داد بیداد نالہ و فریاد
تھی یہی ہر گھڑی کہانی رات

ایسی روئی کہ بزم مین نواب | بن گئی دوسری فغانی رات

خدا کری کسی دشمن کو بہی نصیب نہو | ہوئی فراق مین جیسی بسر ہماری رات

تجہی خدا کی قسم ہی بتا نوای گردون | کہ تونی ہی کبہی دیکہی ہی کوئی ہماری رات

وہ کو بکو یہ پوچہتی پہرتی ہین سب سے آج | دنیا کو کسکی نالون سے تہا اضطراب رات

اغیار کی کاوشین شب وصل | بجواتی تہی ہر گہڑی گجر رات

سخت جانی وضعف کی ہاتہون | موت سی تہی چہری کٹاری رات

تم نہ تہی بیقرار تو نواب | کون تہا محو آہ وزاری رات

کیا ہی نواب کچہ کہو تو سہی | رہتی ہی کیون یہ ہای ہای بہت

تونی کی تہی بات جو ہر بات مین | رات کو نواب اترائی بہت

آج کیون ہو تم اشکبار بہت	رُوپ چکے مجکو غمگسار بہت
محشر مین نکل ہی گئی مُنہ سی مری نواب	بیساختہ اوس شوخ ستمگر کی شکایت
لکھتی لکھتی جو لکھا ہی نو خط ایسا جسکا	میری تقدیر سی ہی خط ہی بُرا آیات قسمت
اتنا تو مجکو ای دلِ مضطر بتا دی تو	گیا مر کی بہی نہو گی تری ہاتہ سی نجات
با حمیت دہر مین نواب سا دیکھا نہین	مر گیا رشکِ عدو سی پڑ کہیار وی دوست

ردیفِ تای ہندی

عذر خواہی ہی کل کی عدُون کی	یہ بہی ہی جہوٹ اور وہ بہی جہوٹ
اوہمین غمسی نہین اب ہلنی کی طاقت صد حیف	عمر بہر عیش سی جسنی نہین بدلی کروٹ
آہ تو مجسی قسم لی کہ شبِ فرقت مین	لی تری ہول کی ہی بینی نہین لی کروٹ

ردیف ثای مثلثه

یہ بہی اک طرفہ تماشا ہی کہ وہ ہنس ہنسکر	پوچھتی ہین مری رونی کا مجھی سی باعث
خواہان سزا کا تیری لیی ہوگا کیا کوئی	آتا ہی پہر جہان مین وہ زجرا عبث

ردیف جیم عربی

ایک دم مین بگڑ گئی افسوس	ہو گئی اک عمر مین صفائی آج
لاکہ دل مجکو دی کہ ای گردون	شب غم کی ہی رونمائی آج
کل ہی پہر کدورتین ہون گی	کیا ہوا ہو گئی صفائی آج
کوئی فساد اس مین ہی نواب کلام	دیکہا ہی اونسی مجکو جو پہر مسکرا کی آج
جو نالہ کل تہا سینہ شگاف تمام خلق	فرقت مین تیری ہای وہی بی اثر ہی آج

گر نہین تاثیر ہمدم میری آہون مین تو وہ
دیکھتا تہا کیون مجھی محفل مین بیتابانہ آج

ہجر کی شب کیا عجب گہٹ جای اسکی ذکر سی
چہیڑ ای نواب وصلت کا کوئی افسانہ آج

منفعل مجھسی عبث تم ہو مسیحا کہ نہین
عشق کا کاتب قدرت کو بہی معلوم علاج

مینی کہا کہ وصل ہی عشاق کا علاج
بولی کہ یہ مرض تو ازل سی ہی لاعلاج

بیمار غم کو شکل دکہا کر فنا کیا
اسکی سوا نہ تہا کوئی اس درد کا علاج

ردیف جیم فارسی

ہو گیا خون دل اک خلق کا بس ای نواب
صبر کر بہر خدا نالۂ شبگیر کہینچ

دامن تیرا نچوڑون گا ای آہ روز حشر
مرقد مین لگ گئی جو ذرا بہی کفن کو آنچ

ردیف حای مہملہ

تا وہ بہی مجکو غیر کی ہو کی مین دیکہلی
محفل مین دیکہتا ہون تو اغیار کیطرح

نالون سی فائدہ تجہی نواب پیشِ غیر
تلوار کہینچ آہِ شرربار کی طرح

نواب پہلی رنج کی یہ ڈہنگ تو نتہی
بگڑی ہی اکی بار مری یار بی طرح

گر یہی پیچ زلف کی ہین تو
جان بہی چل بسی گی دل کی طرح

جس ناز سی کہ تمنی لیا مجسی دل مرا
صدقی تمہاری جان بہی لیلو اوسی طرح

جس ہٹ سے ہای چہینی لیے جاتی ہین وہ دل
لیا ہو جو بہرِ قتل بہی مجلین اسی طرح

نازِ سپہر جسکو برا کہتی ہین سبھی
دلکش ہو کاش وہ بہی تمہاری ادا کی طرح

دیکھو تو شبِ غم کی یہ تاثیر عزیزو
تاری بہی ہو جاتی ہین بی نور دمِ صبح

اکدن بگڑ ہی جاہی گی نواب بی طرح
اچھی نہین ہی اوس سے یہ ہر بار کی مزاح

ردیفِ خای معجمہ

دعوی خون کری گا تجہپر کون	گر یہی رنگ ہی حنا کا شوخ
چہوڑ دی شوخیان تو ای گردون	نام ہی میری دلربا کا شوخ
مین نی چہیڑا تو ہنس کی یون بولے	تو بہی نواب ہی بلا کا شوخ
تو فقط روتا ہی ناسورِ جگر کو ہمدم	اِس سی بڑہ کر ہین ہزارون ہی مری دل مین سوراخ
جہنکی شبِ وصال جہان مرغِ صبحدم	جل جاہی یا خدا وہ نہالِ چمن کی شاخ

ردیفِ دالِ مہملہ

ہمتو ہین قید تیری زلفون مین	ہای زندان کری گا کون آباد
رونق ہی اگر محفلونمین جلوی سی تیری	ویرانی ہوی ہین مری وحشت سے بہی آباد

تڑپ تڑپ کی عجب زمزمی کیی مینی
ابھی جو دام لیی آگیا یہان صیاد

ایسی حسرت کے اسیری تہی کی ای نواب
کہ جسی دیکہ کی روتا رہا برسون صیاد

لکہا تہا قیس کا بہی نام لوح پہ وحشی
ازل مین حق نی مگر کچہ ہماری نام کی بعد

قدر دان اسکا تو مین تہا جو مٹا حسرت ہے
تمکو زیبا نہین یہ جور و جفا میری بعد

باوفا ایک نہوگا کوئی ایسا نواب
لاکہ پیدا کری گر مجسی خدا میری بعد

وہ ستمکش ہون کہ مقتل مین بہی کس حسرت سے
آب خنجر سی بجہی پیاس ہی روح کی بعد

حجاب وصل سی ہم انکہین نکر بند
کہ ہو جائین گی فتنی پہر نظر بند

لیا ہی جیتو نون نی اوسکی نواب
فلک کی ساری فتنون کو نظر بند

ہمپر اب ظلم بہی ہوتی نہین اللہ اللہ
آگئی ہین تمہین کیا اپنی ستم آزار پسند

حُسن کی مول مین کیا جانی وہ کیا کچھ دیکے
تمکو آجای اگر کوئی خریدار پسند

پہلی جو بلا لیتی تو کچھ شکوہ بہی کرتی
ہم یاد ہی جب آی کہ جب کچھ نہ رہا یاد

فریادِ حیا کیون نہ کی اللہ سی نواب
شکوہ غمِ ہجران کا اگر تجکو نہ تہا یاد

ردیفِ دال ہندی

تہا اپنی صبر پہ تمہین کس رتبی کا گہمنڈ
نواب جب وہ آی تو پہر کیا ہوا گہمنڈ

ردیفِ ذال معجمہ

حیف ٹکڑی ہی نامونکی تو گلیمین اوڑین
اور خط غیر کی رکہی وہ بناکر تعویذ

بعدِ فنا عدم مین ہی لب چاٹتی رہی
بوسی وہان یار کی کس درجہ تہی لذیذ

خطِ قسمت ہی نی سینی ہیچ دیا
بہرِ نامہ نہ جب ملا کاغذ

ردیف رای مہملہ

کیا ہو گیا ہی آج الٰہی شام سے
روتی ہین مجھکو سب ہی غمخوار دیکھکر

ناز و ادا حسن کو کہتی ہین او رہی
ہنسی تو دل دیا تری آزار دیکھکر

دل کو نہین ہی لاگ تو محفل مین ناز سے
کیون مسکراتی ہو مجھی ہر بار دیکھکر

تو کیا ناصح کی بھی دم بھر مین اوڑ جائینگی ہوش
وہ ادائین وہ کنائی وہ اشارے دیکھکر

سب سمجھتی ہین ہمین شیدا ہی حسن خط و خال
کوئی کیا جانی کہ ہم عاشق ہوئی کیا دیکھکر

عاجزی کرتا ہی جو اوسکی وہ ہوتا ہی اسیر
پاون پڑتا تو ہی اوسی زلف چلیپا دیکھکر

لی چلی ہی حسرت نظارہ پھر مجھکو وہان
مین ابھی اوس بزم سی آیا ہون کیا کیا دیکھکر

لاش میری ہی نہین ٹھوکر کو جنبش تو بھی
رشک ہوگا خاک اعجاز مسیحا دیکھکر

کیا ہوا تہا رشک اوس دم کیون نہ موت آئی مجہی
شب تری در پر غرور پاسبان کو دیکہکر

رحم کر اب بہی الہی دیکہ تو نواب نی
رو دیا کن حسرتون سی وہ جانان دیکہکر

توبہ کو ایک آن بہی گنجی رہی نہ تہی ابہی
بیتاب ہو گیا مین می ناب دیکہکر

دیوانہ کر کہین گی تو مجکو کہین گی لوگ
تم کیون ہو مضطرب مجہی بیتاب دیکہکر

لوگونکی ہاں ہی چین کی نیندین او چہٹ نجاین مین
رونا اگر تو دیدۂ بیخواب دیکہکر

کیون کرین وہ اظہار الفت وہ سمجہ جائین گی وہ
حال میرا اپنی محفل مین وہ گرگون دیکہکر

یاد تو مجکو نہین ہی اپنی قسمت کا لکہا
سامنی آئی تو مین تجکو سناؤن دیکہکر

دل و ایمان جگر و جان و سکون صبر و قرار
نذر کو آپ کی ہم آئی ہین کیا کیا لیکر

جسکو دم بہر بہی نہو چین کسی محفل مین
کیا کری گا کوئی دل ایسا کسیکا لیکر

لائی ہی ساری بلائین تو مگر صد افسوس — موت کو آئی نہ ہمرہ شب یلدا لیکر

ذکر حق سی جو نہ بیتاب ہو ناصح نواب — آزمانا اوسی پہر نام بتون کا لیکر

جھوٹ سی بہی خجل نہین ہوتی — اوسی پچتای ہم قسم لیکر

اوس گلی مین گئی تہی پر نواب — رہ گئی ضعف کی قدم لیکر

مین اورنچا ہون اوسی بہی ہی کوئی بات — ناصح سی کہو دل مین تو کچھ خوف خدا کر

مرنا بہت ہی مشکل کہتی ہو منہ بنا کر — صدقی تمہاری منہ کی دیکھو تو مسکرا کر

دعوی کرون جو اون پر لاؤن گواہ کسکو — دل تو وہ لی گئی ہین سب خلق سی چہپا کر

شہید ادا طالب خونبہا ہے — ذرا ناز سی دیکھ لو مسکرا کر

جذب دل کہینچ تو لایا مین تری صدقی جاؤن — رک گئی ہین وہ ادا سی سر محفل آکر

غفلت سی کسی کی مر مٹی ہم
ای آہ کبھی تو کچھ اثر کر

تو ہی منصف ہو کہ وحشت مین بھلا ای شوقِ دل
الجھی اوس دامن سی کون اپنا گریبان چھوڑ کر

جان جای گی جو تن سی تو عدم کو جای گی
تیری دیوانی کہان جائین بیابان چھوڑ کر

لاکہ دشمن ہون اگر مقتل مین تو کچھ غم نہین
بھاگتی ہین ہم کہین نواب میدان چھوڑ کر

شرارت سی نہین خالی ذرا ہشیار ہو جانا
وہ باتین کر رہی ہین آج پھر نواب ہنس ہنسکر

اوترین ہین آفتین جو فلک سی تو غم نہین
لائی ہین ہم بھی طاق سی شیشہ اوتار کر

گر چاہتا ہی غیر کا مرنا تو بزم مین
نواب آج خوب سا تو اوسکو پیار کر

چاہ ہی یار کی نواب وہان
دلِ دشمن کو جلاؤن کیونکر

جفا پسند ہون جس سرزمین پر ہمسی
بھلا کہو تو وہان آسمان نہو کیونکر

زیست کو چاہین خضر ہی کہ یہان
جان جاتی ہی اپنی مرنی پر

دیکہتی ہی اوس بت کو برہمن بنی نواب
تمکو تو بہت تہا ناز اپنی پارسائی پر

بنایا مہربان و نالون مین تمسی ستمگر کو
نہین ہی چاہئی تحسین اس کار نمایان پر

شب غم کی درازی کو تو کوئی کچہ نہین کہتا
عبث الزام رکہدیتی ہین سب زلف پریشان پر

اجل کی سختیون کو کون دیکہی چشم حسرت سی
بندہی ہی ٹکٹکی اپنی نظر ہی روی جانان پر

کس زلف کا ہی دہیان دم نزع کہ مجکو
دہوکا ہی صبا کا نفس یار پسین پر

جان و ایمان ابہی باقی ہین ذرا اٹھہرو تو
اکتفا کرتی ہو کیون دل ہی کی لیجانی پر

کیونکر نہ دیکہین نارسی وہ اوبہری گات کو
نام خدا ابہی تو ہی جوبن بہار پر

محشر کی رات ہو تو نہو آج ای خدا
حرف آئیگا نہین تو شب انتظار پر

پہولی نہین سماتی ہی اب دشت کی زمین
دل کہدیا ہی مینی جو ہر نوک خار پہ

مے کا سبو لیی تہی جو نواب کل وہی
آئی ہین آج جامۂ احرام دوش پر

ایجاد ظلم کرنی ہین شاید نئی نئی
چشمک زنی ہی آج جو ہر آسمان پر

کافر وہ بدگمان ہی کہ دی حکم قتل کا
اللہ کا ہی نام جو آئی زبان پہ

ایسی کچہ ہم ہی نہین ہین جو آجاین فقرون مین
غرہ تمکو عبث ہی اپنی بہولی باتون پر

زخمی کر دیی عالم کی سینی ان سب معشوقون نی
اس لیی تنتی ہین تیغ کافر اوبہری گاتون پر

بنجو دبنکر چاہتا ہی غالب اب نکالی کام اپنا
ہوش مین آؤ جاؤ نہ اوسکی بہکی بہکی باتون پر

سنگ سی سینہ زنی تہی ابتدا مین اور اب
بار وحشت بہی گران ہی اس دل صدچاک پر

کچہ بہی اگر سمجہ ہو تو رونی کی ہی جگہ
کیا ہنس رہی ہو تم مری روز سیاہ پہ

بیوجہ نالی کرتا ہون نواب بزم مین
تا کان تک کسی کی نہ پہنچی فغانِ غیر

کیا فسون پہونک دیا ہی تری لب نے ظالم
چین تجکو نہین آتا ہی جو اغیار بغیر

کیون نہ اظہار کرون عشق نہان کا نواب
میری برائی سی جاتی ہین وہ باہر باہر

تمنا ہی اجل کی جب نہ تو غیرون سی باز آیا
کیا مینی بہی پیدا تری خواہش کا رقیب آخر

رقیب چین کرا اسکی نظاری سی کہ یہان
دمِ ازل سی ہین پیشِ نظر در و دیوار

مری خرابی کی پہلو مین اوڑ کی آجاتی
نہ رہتی خلد مین گہتی جو پہر در و دیوار

ٹہرنی قیامت کو بہی وصل کی نواب
تو آہی گا کس گہر سی بہلا پہر کوئی اور

کیا کرون گا مین الہی جو بہارِ گل مین
ضعف سی ہات تہ رہی میری گریبان سی دور

پہر آون گا خدا کی یہان سی برای دید
رکہنا مری جنازی کو اس فتنہ گر سی دور

لیا نہ قید مین نواب نام آزادی — مری زبان کو ہی آہِ نارسا زنجیر

ردیفِ رائی ثقیلہ

ہی شبِ وصلِ صنم کُنجِ قفس سی صیاد — آج تو بہرِ خدا مرغِ گلستان کو نچھوڑ

گھبرا ہین گی رقیب تو گو جان پر بنی — نواب اپنی یار کا تو آستان نچھوڑ

ردیفِ زای معجمہ

وہ میری یار نی پائی ہی نغز کی آواز — جنان مین جس سی ہے شرمندہ حور کی آواز

عجب نہین جو ملک میری آہ پر غش ہون — پسند کرتی ہین سب لوگ دور کی آواز

قیامت آتی ہی میری فغان سی دنیا مین — صدای نالہ ہی یا ہی صور کی آواز

دونون عالم تو ہوی صید مگر خالی ہی — میری صیادِ ستمگار کا فتراک ہنوز

۷۱

لاکھون گھر کر دیی ویران مگر ای نواب
نظر آتی ہی وہی گردشِ افلاک ہنوز

عالم شہیدِ ناز ہوا پر وہ ظلم دوست
سلوا رہا ہی گھر مین ہزارون کفن ہنوز

نواب کسنی لطف سی دیکھا تھا تجکو ہای
لیتا ہی جسکی بدلی سپہرِ کہن ہنوز

محشر ہوا تمام الہی یہ کیا ہوا
مین نی تو دردِ دل بہی سُنایا نہین ہنوز

باندہ کی احرامِ حج بُت لیی آغوش مین
دیر کو جاتا ہون یہ دعوی دین ہی ہنوز

اپنا لکھا تک مٹا ناصیہ سائی سی ہای
پر وہ بُتِ بدگمان چین بجبین ہی ہنوز

کبہی غمزہ کبہی ادا کبہی ناز
روز ہی اک نہ اک نیا انداز

ردیفِ سینِ مہملہ

وحشی مجہی سمجہ کی رقیبون نی بعدِ مرگ
پتھر بہی لا کی رکھی ہین میری کفن کی پاس

اوسکی تسکین ہی میری ہی تسلّی گویا
بیٹھو تم شوق سی آکر مری غمخوار کی پاس

گو نہین پینی کی لیکن دیکھ ہی لین گی اوسی
ہمکو بیٹھا رہنی دی ای محتسب ساغر کی پاس

گر زندگی مین دور رہین عاشق تو کیا ہوا
مر کر پہنچ ہی جا ہین گی آخر خدا کی پاس

اسد رجہ ناامید ہوا ہون کہ اب مجھی
پروای وصل ہی نہ جدائی سی کچھ ہراس

ہای تیری امیدوار کی پاس
کبھی امید ہی کبھی ہی یاس

ردیف شین معجمہ

ساری دنیا کی ہین جہان اوباش
وہین لازم ہی غیر کی ہی تلاش

کیا سنا ہی بتاؤ تو نواب
پھر رہی ہو جو آج یون خوش خوش

ردیف صاد مہملہ

اونسی کین پیار کی باتین تو وہ ہنسکر بولی	آپ اپنی لیی ہینی وین یہ اپنا اخلاص
گر شبِ وصلت ہوا بیخود تو بیشک ہجر مین	بیقراری تجھسی لونگا اپنی دل کا مین قصاص

ردیفِ ضادِ معجمه

نہ تو دل میرا سا ہوگا نہ یہ آہین ہونگی	بوالہوس کوئی جو چاہیگا بھی تمکو بالفرض

ردیفِ طای مهمله

دینا اوس فتنہ گر کو ای قاصد	غیر کی نام سی ہمارا خط
آتا نہین وہان سی جواب اسکو کیا کرون	لکھنی کو مین تو اوسکو لکھون سو ہزار خط
ٹوتا ہی وصال کو اپنی بہی کچہ کہو	مانا کہ میرا طولِ شبِ تار ہی غلط
پہلی نہین نہین تہی ہی اب وعدۂ وصل کا	انکار تہا صحیح تو اقرار ہی غلط

نواب بھولنا نہین خواہش وصال کی
ہو جای گا کبھی تو اثر کو دعا سی ربط

ردیف ظای معجمہ

تعریف کر رہی ہین وہ دشمن کی او ہم
سُنتی ہین چُپکی بیٹھی ہوی ہای ری لحاظ

تڑپا نہ زیرِ تیغ مین حسرت سے جان دی
قاتل کا اپنی تھا مجھی اوسوقت بھی لحاظ

ردیفِ عین مہملہ

حُسن سا فتنہ گر ہو دو مین پھر کیونکر بنی
بی سبب ہرگز نہین ہی غیر کو مجھسی نزاع

رشک سی پروانوں کی جلتا رہا مین رات بھر
حشر تک جلتی رہی یا رب دعا سی میری شمع

ردیفِ غین معجمہ

مر گیا سُنکر نوید قتل فرحت سی دریغ
چلنی ہی پائی نہ میری سر پر اوس قاتل کی تیغ

نواب سے کہی ہی وہ کیا بات جس سے یار — ملتا نہین ہی ات سے حضرت کا کچہ دماغ

شبہای تار مین نہ اثر کا پتا ملی — بالای عرش ڈہونڈہین ہی لیکر اگر چراغ

ردیفِ فا

نواب یون ہی داورِ محشر کو دیکہنا — دیکہا تہا جیسی پاس سی اغیار کیطرف

دیکہون مین اوس طرف تو وہ مجہی دیکہتی ہین — جب اودہر دیکہون تو وہ دیکہتی ہین اور طرف

کیا تیغ اوسکی قبلہ نما ہی جو نعش پر — منہ پہر گئی نماز مین جلاد کی طرف

نواب وہ تو کہہ چکی سو بار قتل کو — تو بہی تو دیکہ پاس سی جلاد کی طرف

کیا جانی کیا بنی ہی یہ جانِ زار پر — کہتی ہین وہ بہی دیکہ کی جو بار بار حیف

جب جانون کچہ علاج کرین مجکو دیکہکر — کہنی کو یون تو کہہ چکی وہ لاکہ بار حیف

چھیڑتی ہین مجھی یہ کہکر حیف — اس قدر بھی نہو کوئی بیکیف
تم تو سب کچھ کہہ ہی میری منہ پر صاف — اب بمجبوری کہونگا مین بھی گستاخی معاف

ردیفِ قاف

جس طرح عشق پر فدا ہی دل — یون ہی دلبر مری فدا ہی عشق
پوچھتا تھا خدا سی یہ نواب — آپ کو بھی کبھی ہوا ہی عشق
گالیون مین جو پائی ہی لذت — ہو گیا ہون عتاب کا مشتاق
خاک خواہش وہ کبھی حورِ جنان کی واعظ — ہو جو اک عمر سی اوس بُت کی ادا کا مشتاق
جب نہین ہوتی ہین دشمن تو جلاتی کو مری — آئنہ دیکھکی بنتی ہین خود اپنی عاشق
ہم نہ روئین کبھی قیامت تک — تجکو ہو جای گر ہنسی کا شوق

ردیف کاف تازی

دیکھیی ہو وہ آشنا کب تک | رہی دل مین یہ مدعا کب تک

جو بلا مین تہین وہ تو آہی گئین | نزع مین ضبط مرحبا کب تک

جاتی ہین انتظار مین جی سی | کون بیٹھا رہی قیامت تک

لذت وصل سی کیون نہ جان دین شام سی ہم | کون بیٹھا رہی نواب سحر ہونی تک

وہ رہی سیر مین چراغان کی | رشک سی جل کی ہوگئی ہم خاک

چارہ گر اچھا سمجھ رہا ہی الٹی پہر گئی | اسقدر کیون نہ خم پر نواب چہر کا تہا نمک

ایسی ہی کوئی چیز نہین دیکھی ہی کبھی | جس شکل کا خدا نی بنایا ہی فلک یہ

ردیف کاف فارسی

کبہی ہنستا ہی قیس کہ لیلی | عشق کی ہی نئی نئی ہین رنگ
مجسی کہینچنا رقیب سی ملنا | دلبری کی تو یہ نہیین ہین ڈہنگ
بہول جاؤگی وصل کی باتین | شبِ فرقت نی گر دکہائی رنگ
اِن بی نیازیون ہین تیری فرق آہی گا | دل مجسی مانگتا ہی تو یون ہی ملا نہ مانگ

ردیفِ لام

بولی سلجہا کی وہ بالون کو کہ لو دیکہو تو | تمتو کہتی تہی اسی زلف مین الجہا ہی دل
اُس منہ سی شکرِ خالقِ بیچون ادا کرون | جسنی دیا ہی مجکو مرا بیقرار دل
سبب اسکا اوسی پوچہی کوئی | دیکہکر جسکو بیقرار ہی دل
تڑپی گا کوئی کاہی کو بسمل تری آگی | نواب جو چندی رہتی ہین خلشِ دل

ساری محنت مری ہو جائیگی دم بہر مین وصول
کان پر کہکر جو سنی تمنی کبہی زاری دل

جو دل مین ہی رنجش تو ہر بات مین پہر
مجھی دیکھکر مسکرانی سی حاصل

نہ دو بوسہ لیکن مجھی دیکھتی ہی
یہ پہر بار کی منہ بنانی سی حاصل

جو سمجھتا ہی تجھی دشمنِ جان ای ناصح
اوسکی سمجھانی سی ہوتا ہی تجھی کیا حاصل

روزِ اول جن اداون سی لیا تہا دلکو
اوہی اندازسی پہر آج تم آنا شبِ وصل

مجھکو دہڑکا ہی سحر ہی کہین نازل ہو
تہنیت کی لیی آیا ہی زمانا شبِ وصل

ایسا فسردہ ملا ہی خلش مین کہ مدتون
بستر پر اپنی خار بچھائی بجای گل

بلبل ہین ہم تو بہول سی جہری کی دوستو
مٹی مزار پر نہ پڑی ماورای گل

ساری فتنی تو کبہی چال نی اوسکی پامال
اب کوئی ظلم نیا چرخِ ستمگار نکال

جوشِ وحشت مین خلش سی ہی تسلّی دل کو — چارہ گر دیکھ نہ تلوی سی ہی خار نکال

رازِ الفت ہی دل ہی مین نہان ای نواب — بھول کر بھی کبھی مُنہ سی ہی یار نکال

حشر تک نیمجان رہی بسمل — اون ادا اون سی دیکھنا قاتل

خلق سب دیکھنی آتی ہی جسی حسرت سی — ایک دن تو بھی اوسی طالبِ دیدار سی مل

ہای تدبیر کرون زیست کی اب کیا نواب — اوسکی ملنی کو تو کہتا ہی زمانا مشکل

ردیفِ میم

طولِ شبِ فراق کی خجلت کی واسطی — لائین گی روزِ ہجر کو سونٹون سی ہم

اوسدم ہوا خیال تجھی امتحان کا — جب تیری غم مین ہو گئی کچھ نیمجان سی ہم

لائین گی ابہی اوسی تغ نظاری کی واسطی — نواب تاب لائین گی دل مین کہان سی ہم

دیکھ لیتی تہی تمہین پہلی کبہی ورسی ہم | ابتو اس سی بہی گئی ہو گئی محجوب سی ہم

نہو زبان ترا نام لینے کی قابل | جو کلّیان بہی کرین عمر بہر گلاب سی ہم

دو اک بلائین ہون تو کسی ڈہب سے ہو نجات | انصاف کر بچین تری کس کس ادا سی ہم

خواب گران مرگ تہی کیا کہین گی لوگ | مرقد مین چونک اوٹہین گی جو شور عزا سی ہم

جاتی تہی کوی یار کو لایا حرم مین ہای | نواب کیون گلہ نکرین رہنما سی ہم

تمکو ہی جب لحاظ نہین ہی تو خیر اب | کہدین گی ساری راز نہان مدعی سی ہم

کیونکر تمہاری جی مین آئین کہ ابتو ہای | آتی نہین خیال مین بہی لاغری سی ہم

لالی پڑی ہین جان کی اب ہجر یار مین | نواب منع کرتی تہی تجکو اسی سی ہم

اک دن تو آ ادہر بہی ظالم بہلا کہان تک | دل سی اکیلی بیٹہی شکوی کیا کرین ہم

واعظو کیا کروگی جنت مین ‌ — گر ہوی مبتلا وہان بہی ہم

حشر تک اپنی جوشِ وحشت کو — یاد کرتی رہی مزار مین ہم

گیا شکایت کسی شکایت کی — جب نہین اپنی اختیار مین ہم

وہی باتون مین اوس ستمگر کی — آگئی ہای کیسی پیار مین ہم

بعد مرنی کی بہی دیکہین گی تجہے — خاک ہو کر دیدۂ دشمن مین ہم

وہ تماشا ہی نہ دیکہی گا کوئی — دیکہتی ہین جو تری چتون مین ہم

نامہ تو دیا ہی مگر فرطِ رشک سی — خود بہی چلی ہین چہپ کی دلِ نامہ مین ہم

بوسی تو لی لین اوسکی زلفِ دراز کی — آخر تو پہر رہین گی پریشانیون مین ہم

آئینہ کبہی نہ لائین گی ہم — تجہسی ہی تجہی چہپائین گی ہم

گر ٹھہری گی صبر کی تو نواب
اغیار سی مانگ لائین گی ہم

رونی کی گریہ ہی شدت تو دیکھیے
جائین عدم کو دیدۂ حسرت نگر کہ ہم

گر کوئی دم آپ مین آتی ہین ہم
بیخودی سی برسون شرماتی ہین ہم

دیکھ ای دستِ جنون ہشیار ہو
پھر گریبان آج سلواتی ہین ہم

جذبِ دل لاتا ہی تجکو یا نہین
تیری کوچی مین تو آ بیٹھی ہین ہم

دل لگی کی ہی نکالین کوئی راہ
دل جو اوس بت سی لگا بیٹھی ہین ہم

ای فلک یون ہمین نکر برباد
دیکھ تو کسکی خاکِ پا ہین ہم

مر کر بھی غبار اپنا رہی گا تو ہوا پہ
کوچی سی تری ہی اوٹھکی نہ بیٹھین گی کہین ہم

ویرانہ بھی سمجھین گی اوسی فرطِ جنون سی
دیکھین گی تری ہجر مین گر خلد برین ہم

بخت بد کی جو خبر ہوتی ازل مین ہمکو
اسکی تدبیر ہی پہلی ہی سی کر رکھتی ہم

کیا تجھکو ملیگا درد الفت
فرقت مین جو زار ہو گئی ہم

سزا ہی اسکی جو نواب اب اشکباری ہے
ہنسا کرتی تھی روتی دیکھکر لوگونکو اکثر ہم

کیون وصلت محبوب کی مانگین نہ دعا ہم
پائینگی کہان تیری سوا اور خدا ہم

جاتا تو ہون اوس بزم مین پر دیکھیگی مجکو
کہہ بیٹھین وہ کیا کچھ سر محفل نہین معلوم

نواب تڑپنی کی تمنا تو بہت ہی
پر ذبح کی دم خواہش قاتل نہین معلوم

لکھا ہی جو مری قسمت مین تو نی روز ازل
الہی اوسکا پتا کچھ مجھی بھی ہو معلوم

عجیب موے ہی کمر کی ہی چاہ ای نواب
کہ ساری عمر بھی دیکھون تو کچھ نہو معلوم

نواب سی پوچھا جو سبب غم کا تو بولا
دل سین ہی بیچین سبب کچھ نہین معلوم

آثارِ مرگ گر نہین ظاہر ہوی تو آج
یہ چپ چپ کی مجھسی ہوتی ہین کیون ہمنفس تمام

فصلِ بہار کی جو یہی ہو موہام ہی
کنجِ قفس مین ہونگی ہم اکی برس تمام

کل نت ایسی ہوئی غصی مین کہ خاموش ہوی
ہای لینی بہی نپائی وہ مرا نام تمام

مینی پوچہا کہ تمہارا کیا نام
ہنس کی بولی کہ تمہین نام سی کام

کہنی مین نہ آئین وہ خموشی مین ہین انداز
بہولی گا نہ ہرگز تری تصویر کا عالم

قسم وہ دی کی یہ کہنی لگی منانی مین
خدا کو مان کی اب مان لو خدا کی قسم

جاتی ہین بہت جان سی اس بیخبری پر
لیا ہو جو کسیکی کہین غمخوار رہو تم

یہ کسنی کہا تہا کہ غمِ عشق مین نواب
ہر دم سرِ رہ مرنی کو تیار رہو تم

بہ پیشِ خدا سوال ہی وصلت کا اس گہڑی
آجای کاش یاد مجہی بہی کسی کی شرم

ردیفِ نون

دعا مانگو ذرا تم بہی کہ اک مدت مین دل میرا
ہوا ہی آج کچھ مصروف قسمت آزمائی مین

جفا و جور کیونکر چہوڑدی وہ خود پسند آخر
جسی یہ ناز ہو مجہسا نہین ساری زمانی مین

خدا کی واسطی نواب مجہسی تم ذرا کہدی
کہ تجکو کیا مزہ ملتا ہی اس آنسو بہانی مین

عیشِ دنیا کو کیا ترک جو تو نی نواب
کیا مزہ آتا ہی ظالم تجہی غم کہانی مین

دنیا مین اور بہی تو ہزارون ہین اہلِ غم
یا مین ہی اک بنا ہون الٰہی رُلانی مین

نواب پوچہی میری ہی دل سی کوئی ذرا
آتا ہی جو مزہ مجہی رونی رولانی مین

اب اسکا محو کرنا تمہارا ہی کام ہی
لکہنا جو تہا وہ لکہ تو گیا سر نوشت مین

گہبراؤن کیون کہ روزِ ازل کاتبِ قضا
فرقت تو لکہ چکا ہی مری سرنوشت مین

جو بلائین ہین روزِ فرقت مین
وہ نہون گی شبِ قیامت مین

ہای دل دی کی ان حسینون کو
پڑ گئی جان کس مصیبت مین

ہو گئی عاشق یہی یہی معشوق
اس سی کیا ہو گا بڑہ کی جنت مین

نہ آئی ہو گی کسی کو یہ جبین مین لذت
مزہ ملا ہی جو کچہ ہمکو بیقراری مین

حیران ہون کہ غیر نی دیکھا کہان تمہین
روزِ ازل سی تمتو ہو میری خیال مین

کس طرح وہ خیال مین لائی ہمین بہلا
جب ضعف سی آئین ہم اپنی خیال مین

جو عرش پہ بہی پاون نرکہتی تہی ناز سے
تیری جفا سی مل گئی وہ لوگ خاک مین

نواب تمنی چہوڑ دیا وحشتون مین دل
اسکو بہی رکہتی کاش گریبان کی چاک مین

رحم تہوڑا سا بہی ہوتا خاطر افلاک مین
تو نہ ملتی اسطرح عشاق ہر گز خاک مین

آجای اوسی رحم یہ ممکن نہین نواب
آئی ہو عبث روتی ہوئی اوسکی گلی مین

اچھی صورت کا پتا ملجای ای نواب اگر
ہند کیسا ہمنو دیکھین جا کی روم و روس مین

دہڑکا تری جفا کا ہی خلق کو نہین
جا کر چھپی ہین اگلی بہی کنجِ مزار مین

نام مرا ہی سخت جان کیون ہی فراقِ یار مین
جیتی ہین آخر اور یہی شدّتِ انتظار مین

تری قربان شوقِ وصل جرات اسکو کہتی ہین
مٹایا تونی سب شرم و حیا کو ایک بوسی مین

کس طرح خاموش بیٹہون پند گو
عمر بہر تو گذری ہی فریاد مین

چہوٹ کر بہی ہم رہی نواب اسیر
تا قیامت خاطرِ صیاد مین

تم جو مشہور ہو آئین جفا کاری مین
میرا ثانی بہی نہین کوئی وفا داری مین

اور اک عمر عطا کر پئی الفت یارب
کہ ہوئی یہ تو بسر دل ہی کی غمخواری مین

پوچھتا تھا کعبی ہی کوئی اب یہ وقتِ طواف
صرف کی ہی خاک کس بت کی تری تعمیر مین

دنیا کی عیش تمکو ملین درد و غم مجھے
کچھ دخل عقل کو نہین خالق کی شان مین

وہ آئین بس مین بھلا کس طرح جب اپنی نہو
نہو یہ دل ہی سا غمخوار اپنی قابو مین

میری ہی تباہی کو وہ قاصد کہین ہون
رہتی ہین مہ و مہر جو دن رات سفر مین

شاعرونکو موت بھی آتی نہین ہی بی سبب
جاتی ہین ستی ہی عدم تیری دہن کی فکر مین

ڈھونڈھتی ہین رشتہ سوزن ہی پھر رفو
آئی تھی بازار جو جو پیرہن کی فکر مین

توبہ شکنی کجا دیکھ تو محتسب ذرا
داغِ شراب ہین کئی اب بھی جانماز مین

جاتی انجان گر تجکو تو ہم
جان لیتی ہرگز نہ کھوتی عشق مین

بال کھولی ہین اوسنی ہی غم مین
کیون نہو غیر میری ماتم مین

گریبان تھی یہ فتنہ گر تو ہم سے
ہوتی ای کاش اور عالم مین

ہون تو بیدم پر اوسکی آنی سی
سانس لیتا ہون اب کوئی دم مین

دنیا مین کسی عیش کی پروا نہین ہمکو
آیا ہی یہ لطف اب تو کسی بت کی ستم مین

آخر ہی شب وصل کہان تک گلہ ہجر
نواب سحر ہوتی ہی کبھو کوئی دم مین

لطف بھی اتنی ہی اوس بت کو عطا کر یارب
جتنی مدت سہی ہی ہین ہی ارمان دل مین

وصل مین عیش کسی ہوگا جو سوچی نواب
شکوی گن گن کی مین رکھی لون شب ہجران مین

شعر کا ہی عشق تو نواب ہو
نام ہی اوس بت کا سب دیوان مین

تڑپنا پیٹنا رونا وطن سی بیوطن ہونا
دیار عشق مین کیا ہوتی ہین یارو یہی رسمین

نہ تم چاہو نہ ہم چاہین کسی کافر کو جیتی جی
مناسب ہے رقیبو عہد کر لین آؤ آپس مین

جب موت نہ آئی غمِ فرقت مین تو ناچار
کیا کیا تری امید سی شرمندہ ہوا مین

کیا جانیی کیا بات ہی جسکی لیی ظالم
ہر روز اوٹہاتا ہون تری جور و جفا مین

دل کہول کی نواب گلی کیون نکرون مین
امید جو کچہ ہو مجہی اونسی تو ڈرون مین

آتا نہین ہون فکر سی بہی اپنی وہم مین
تیری وفای عہد کا شاید یقین ہون مین

صبح ہونی کی بہی خالق سی دعا ہین مانگتی
چین آتا ہجر کی شب گر کسی پہلو ہمین

بوسی لی لین اوسکی پیکان کی فرا دل کہولکر
چہوڑوی دم بہر کو جوشِ بیقراری تو ہمین

شوخیِ لیلی نی پہر شاید نکالی ہاتہ پانون
رقص کرتا جو ملا تہا ناقۂ لیلا ہمین

وہ خبر لائین جو تم تک بہی نہ پہنچی ہو کبہی
بہیج دیکہو نامہ دی کر جانبِ اعدا ہمین

عشقِ رخ مین تری خطِ یوسف
یاد ہو گا تو خال خال ہمین

پوچھتی ہین وہ حال فرقت کا — دیکھتی ہین اگر بحال ہمین

کسی ابرو کو دیکھکر ای چرخ — دیکھنا ہی ترا ہلال ہمین

دو ہی دن کی تری تصور مین — ہای کیا کیا بندھی خیال ہمین

بزم مین وہ تو بیٹھی تھی غافل — کیون ہوا ہای اضطراب ہمین

اوس صنم نی بنا دیا نواب — دو ہی باتون مین لاجواب ہمین

پاس بیٹھی ہین تری یاد دو رہتا ہی ظالم — نہین معلوم ہاین اس بزم کی دستور ہمین

کیا خطا ہمسی ہوئی جسکی عوض مین یارب — حشر سی بڑھ کی ملی ہی شب دیجور ہمین

ہو زمانہ تجھی وہ رخ یہ جلا ہین تجکو — دی جو خالق اسی عالم مین کوئی حور ہمین

اس طرح عشق مین بدنام ہوتی نواب — یاد ہوتی کچھ اگر جاہ کی دستور ہمین

خجل ہون کیون مین دعا مانگ کر عبث یارب
بر آئی چرخ سی ایسی ہی مدعا نہین

اوڑ کی جا نہین گی خو گنج قفس مین اکدن
نہین ہے پروا ہی اگر باغ مین صبا نہین

وعدہ کیا اوس سی ہوا مہر و وفا کا نواب
آج لب پر جو تری نالہ و فریاد نہین

دیکہکر مجکو ہنستی ہو پہر کیون
گر تمہین کوئی بات یاد نہین

اپنی طرف سی کچہ بہی اصرار ہی نہین
پر یار کی بلائی تو انکار ہی نہین

صد حیف لطف اوٹہائین تری التفات کی
وہ لوگ جو ستم کی سزاوار ہی نہین

اللہ ری پاس آرزوئ لطف تو کہان
اب دل مین اپنی خواہش آزار ہی نہین

الحمد اللہ مری آبلہ پائی جس سی
دشت مین سرخ نہو ایسا کوئی خار نہین

ای امید شب وصلت تری صدقی جاؤن
تجہسی بڑہ کر ہی کوئی ہجر مین غمخوار نہین

کعبہ بھی ہی سوگ مین نیلی لباس — کونسی گھر مین مرا ماتم نہین

گر نہین ہی دل مین غیرون کی تو پھر — غم کی کہانی کا بھی مجکو غم نہین

تیرا عاشق سب مجھی سمجھا کرین — تجسی اتنی لاگ بھی کچھ کم نہین

رنجش بھی ہوتی ہی تو رقیبو نسی ہوتی ہی — اللہ اب جفاؤن کی قابل بھی ہم نہین

مجسی جو عدو ہین وہی دشمن سہی تو بھی ہین — وہ لطف کونسا ہی کہ جسمین ستم نہین

ٹھنڈک پڑی نہ زخم مین اس سی کیا کہون — پیکان تمہاری تیر کا مرہم سی کم نہین

یہ ترانی غم کی اوسمین ہین نہ یہ کنج قفس — جو اسیری مین ہی وہ رہائی مین نہین

دوست دشمن ہی اگر ہنستی ہو مختار ہو تم — آہ و فریاد سی کچھ ہم بھی مجبور نہین

جسنی جھیلی ہین ہجر کی گھڑیان — اوسکو محشر کا کچھ ہراس نہین

اب نہ آئی تو پہر کب آؤ گے
دمِ آخر ہی کوئی پاس نہین

مسکراتی ہو دیکہکر مجکو
اب نہ کہنا مین کچہ خبر ہی نہین

جب ڈراتا ہون تو وہ کہتی ہین
کوئی دنیا مین فتنہ گر ہی نہین

روزِ حشر آئی کس طرح نواب
شبِ فرقت کی تو سحر ہی نہین

خلق کسواسطی پہر مجکو کیا ہی خالق
وصلت اوس بت کی اگر میری مقدر مین نہین

پرسشِ روزِ جزا سی تجہی ڈر کا کیون ہے
مُہر تیری تو مری خون کی محضر مین نہین

کیا ستم ہی کہ جب آتا ہی وہ در پر میری
غیر کہہ دیتی ہین اوس بت سی کہ وہ گہر مین نہین

لائین گی ڈہونڈہ کی عنقا کو عدم سی نواب
نامہ لیجانی کی طاقت جو کبوتر مین نہین

ٹوٹ کر الماس ہوئی میری دل مین چارہ گر
چاہتا ہون خلش وہ زخمِ خنجر مین نہین

صبحِ شبِ وصال عبث ہی اُڑین حجاب
مینی تو کوئی بات کسی سی کہی نہین

پرسش مین آئی دشمن کی عبث ہین مجھسی
کچھ مین اہی بندہ نواز آپ کا دربان تو نہین

عبث بگڑتی ہو تم غیر کی الجھنی سی
مرا عدو ہی یہ کچھ زلفِ عنبرین تو نہین

جلاؤن کیون نہ اپنی جسمِ عشق مین نواب
یہ دل ہی سینی مین کچھ پارۂ زمین تو نہین

ہمنشینو کوئی صورت تو نکالو وصل کی
لیچلو مجکو ہی تم گر اوسکو لا سکتی نہین

زخم کیا پڑ گئی ناسور جگر مین نواب
ہم نہ کہتی تہی کہ یہ سینہ زنی خوب نہین

کہتی ہو عطر مل کی تم آنا شبِ وصال
افسوس تم مین مہر و محبت کی بو نہین

کیون ملتی ہین ہاتھون کو اپنی وہ ہر گھڑی
رنگِ حنا ہی یہ تو کسی کا لہو نہین

چلو سی پی رہا ہی جو نواب تو شراب
کمبخت کیا زمانی مین جام و سبو نہین

٩٦

مرتا ہون مین تو غیرتِ اغیار دیکھکر — جلتی رہی فراق مین پھر بھی خجل نہین

جزا مین آپکی مجھی کیا ملیگا محشر مین — کہ میری غم کا تو یارب کوئی حساب نہین

دل مین راضی ہین پی وصل وہ نواب مگر — چھیڑنی کو تری کہدیتی ہین ہر روز نہین

دل مین کیہ اس بلا کی جگر مین جگہ نہین — اللہ کا یہ قہر ہی تیرِ نگہ نہین

یہ جانتا ہی عالم کہ چاہتا ہون تجھے — بلا سی تجھسی اگر نامہ و پیام نہین

دیکھی بیرحمیِ ظالم کہ ماتم مین مری — آنکھ پہ آنچل تو ہی پر ایک بھی آنسو نہین

لی اوڑی ہی عالمِ بالا کو آہِ سوزِ سینہ نے — میری دل کی ہین پھپھولی چرخ پر اختر نہین

ساری دنیا مٹی نواب نالون سی تمہی — ہان ظالم کچھ تجھی اللہ کا بھی ڈر نہین

اشکباری بیقراری رشک حسرت انتظار — کونسا ہی وہ مزہ جو رنجِ ہجران مین نہین

اس قدر تکیہ ہوا ہی بخت بد پر اپنی ہای
اب تصور بھی ہمارا چشم و زبان مین نہین

شعر کہا بک بک کی ناصح اپنی گھر کی راہ لی
لاکھ تو سمجھا مگر مین تو ترا قائل نہین

دیکھتی پھرتی ہو مجمع مین عبث تم دوستو
چشم میگون کی سوا میرا کوئی قاتل نہین

ہون ایک عمر سی ناصح کو دیکھکر حیران
کہ دیکھتا ہی تجھی اور سینہ چاک نہین

اور سب کچھ دل مین ہی نواب پر
اک فقط صبر و شکیبائی نہین

خوش کمر آتی ہین کیون ملک عدم سی یا رب
گیا وہان مرنی کو ان پر کوئی گمنام نہین

پرسش حشر سی ڈرتا ہی عبث اے نواب
گیا کسی بت کی بغل مین تری تصویر نہین

گو تری وصل سی نومید ہون پر
اپنی مرنی سی تو نومید نہین

مجھسا ناصح کو بنا دیتا گریبان پھاڑ کر
ہای اتنی بھی تجھی دست جنون ہمت نہین

ساری دنیا کی بلائین ہین ہماری ہی لیے — ان بتون کی واسطے یارب کوئی آفت نہین

ایسی تیری ہی یاد ہر اک کو کہ دمِ نزع — ہمدم بہی ہای مجہی بہول گئی ہین

تری ہی وصل کی تعبیر دیتی ہین اُلٹی — شبِ فراق جو ہم کوئی خواب دیکہتی ہین

لگی تڑپنی ہین کسنا نہ ای دلِ بیتاب — کہ آج پہر وہ ترا اضطراب دیکہتی ہین

مجہی ہنس کی وقتِ ادا دیکہتی ہین — کوئی اونسی پوچہی تو کیا دیکہتی ہین

کسی نی بہی دیکہا نہو گا کسی کو — جن آنکہون سی اوس بت کو ہم دیکہتی ہین

جتایا عشق تو انجان بنکی بول اوٹہی — یہ باتین جہوٹ ہین ہم تمکو خوب جانتی ہین

در پہ مری مسکرا کی بولے — اس گہر مین کسیکو رو رہی ہین

تم عبث فریاد سی گہبراتی ہو وقتِ اخیر — ہو چکا جہگڑا الہی دو چار آہین اور ہین

دل ہی اونکا ہی قابلِ تعریف — دل سہی نعمت جو تمکو دیتی ہین

نہ تو بوسہ ہی نہ وعدہ نہ اشارہ نہ پیام — یوہین ہم مفت مین دل انکو دیی دیتی ہین

تم تو سب کہہ چکی دشمن کی محبت کا حال — ہم بہی جو گذری ہی ہم پہ وہ کہی دیتی ہین

رازِ وصلت نہ بتاؤن تو کرون کیا ظالم — کہ مجھی غیر تری سر کی قسم دیتی ہین

ذبح پر میری کمر باندھی ہی کسنی یارب — کہ مجھی مژدۂ قتلِ اہلِ عدم دیتی ہین

عادتِ وصل سی فرقت مین جو خواہش ہو کوئی — اسلیی اپنی ہی ملنی کی قسم دیتی ہین

بلبل نہ بہول تو کہ بہت گل چمن مین ہین — کچہ داغ سوزِ دل سی ہمی ہی بہی کفن مین ہین

پوچھی کوئی گذرتی ہی کیا اونکی جان پر — ہم پہلوِ عدو جو تری انجمن مین ہین

روتی ہین ہائی اپنی قسمت پر — جب وہ ہنس ہنس کی ہمکو ٹالتی ہین

اونسے مرکر بہی رہائی مین نہوگا نادان
تجہسے جو دل مین تمنائی وفا رکھتے ہین

اس آرزو مین کہین سن لی وہ بت کبہی نواب
بغل مین شکوون کی دفتر کتاب رکھتے ہین

ناز کرنا نہ اپنے پلکون پر
ہم بہی کچہ دل مین خار رکھتے ہین

غم ترا کم ہی کیا جو سب دل مین
کاہش روزگار رکھتے ہین

جنکو ہی عشق حقیقی اونکا مسلک اور ہے
یون تو ہم بہی عاشقون مین باخدا کہنے کو ہین

آہ وقت قتل اے نواب تو دل سے نہ کہینچ
صبر کر تہوڑا کہ وہ بہی جدا کہنے کو ہین

گالیان سیکڑون دیتی ہین عدو کی آگی
اور پہر مجکو ہی وہ شوخ زبان رکھتے ہین

شکر ہی وہ بہی مری نام پہ اب تو نواب
مسکرا دیتے ہین محفل مین ذرا کہتے ہین

مری تقدیر مین ہنسنا نہو تو کیا ہنسونگا مین
یہ مانا کہ کسی کو وہ ہنسی مین کہول لیتے ہین

نہ رکھون دل سی عزیز ان لبون کو مین کیونکر
کہ مرتی دم بھی یہ تیرا ہی نام لیتی ہین

شب فراق یہ کیا سوجھی ہی فرشتون کو
کہ آسمان کو گردش سی تھام لیتی ہین

مجھی کشتہ سمجھکر دعوی خون کو نہ آئی ہون
وگرنہ کیون ترے در پر مری غمخوار بیٹھی ہین

نہ ستا دیدۂ خونبار کہ ہم
آپ ہی غم مین بھری بیٹھی ہین

جو اوسی دیکھ کی بیہوش ہوی ہین ناصح
وہ سنبھالی سی تری کوئی سنبھل سکتی ہین

قسمت اونکی ہی جو ہین تیری بغل مین ورنہ
یون بسر کرنی کو ہم بھی تو بسر کرتی ہین

تذکرہ کوئی جو کرتا ہی کسی کا تو ہم
ایسی حسرت سی تمھین یاد کیا کرتی ہین

قابل رشک ہین وہ لوگ جو تیری آگی
ہر گھڑی شکوۂ بیداد کیا کرتی ہین

جھجک کی تکتی ہین بار بار غیر کو بھی
کبھی جو میری طرف وہ نگاہ کرتی ہین

گو نہین بھیجتی پر میری جلانی کی لیی — روز غیرونکو وہ اک نامہ رقم کرتی ہین

لذت مہر کہان عشق کی غمخوارونکو — لطف کرتی ہین مجھپر تو ستم کرتی ہین

بدگمانی سی ہوا جاتا ہی اپنا تو کام — گو کہ غصی ہی مین عہد قسم کرتی ہین

خیال آتا ہی جب اونکو دل کی لینی کا — تو کس ادا سی ہی گو وہین مچلتی ہین

نزع مین لذتین کہان نواب — دل سی ارمان کیا نکلتی ہین

ناتوان اتنا نہین ہون کہ نہ مین چاک کرون — چارہ گر مہر اگر یبان عبث سیتی ہین

تیری مجنون کی لیی کیون نہ دعائین مانگون — اوسکی ہی دم سی تو آباد یہ ویرانی ہین

آئینہ دیکھکر بناو کی وقت — کیسی بن بن کی وہ بگڑتی ہین

گیا تجھسی کہین ظالم صدمی ہجر گذرتی ہین — اس ہجر کی ہاتھون ہم جیتی ہین نہ مرتی ہین

جلوے سے ترے ہوش کسی کو نہین رہتا
انداز و ادا تیری نگہبان ہوئی ہین

کبھی آ غیار سے ہوتی ہے اگر سرگوشی
ہم بھی محفل مین ترے شور مچا جاتی ہین

لذتِ خوابِ عدم سے نہ اوٹھون گا تا حشر
میری لاشے پر وہی لوگ عبث لاتی ہین

گیا پوچھتے ہو گورِ غریبان کا ماجرا
تیر جو مرتی تھی یہ اونہین کی مزار ہین

حالِ غمِ فراق بھی سب جانتی ہین جھوٹ
ہم ایسے تیری عشق مین بے اعتبار ہین

اے شورِ حشر سوچ کی آنا کہ ان دنون
اوسکی گلی مین ہم سے کئی بیقرار ہین

شوقِ سجدہ کو وہ مبارکباد
داغِ دل پھر شمار ہوتی ہین

تمہین پڑی ہے فقط جیب کے سینے کی
یہان تو چارہ گرو دل کی ٹکڑے ٹکڑے ہین

کچھ ہو مرض تو فکرِ دعا و دوا کرین
دل ہی نہو جو بس مین تو غمخوار کیا کرین

گلہ بخت کرین شکوہ بیداد کرین
ای فلک کونسی ہم ظلم تری یاد کرین

رحم کر رحم کہ عاشق تری کبتک ظالم
ہجر مین آٹھ پہر نالہ و فریاد کرین

چشم بیمار کی صدقی مین یہی بہتر ہے
نہ وہ نواب کسی غیر کو آزاد کرین

کیونکر ہم اپنی حال کی تجھکو خبر کرین
نالی ہی وہ نہین جو دل مین اثر کرین

جس بیخبر کو ہوش نہو اپنی جان کا
کیونکر مصیبتون کی ہم اسکو خبر کرین

دنیا مین چین لینی نہ دیگا یہ آسمان
نواب آؤ چل کی عدم مین بسر کرین

نواب ہم کہین کہ یہ قصہ تمام ہو
دن رات تیری جیب مین کبتک رفو کرین

کہتی ہو بیداد کا میری کہین دعوی کرو
چاہتی ہو تمکو بہی اپنی طرح رسوا کرین

قدر دان حشمت کا لائینگی کہان سی دشت مین
اِس سی بہتر ہی کہ وحشی تمہین ابتر کرین

ہای ہم تو خانمان برباد گلیون مین پھرین
اور اعدا شوق سی لُٹین تمہاری گھر کرین

نہ ایکدم کی لیی آئی خاک ہونی پہ
تمہاری وعدی کا کیا خاک اعتبار کرین

مجھی کو دیکھکی وہ بُت بنی ہین ای نواب
وگرنہ ہوتی ہین ساری جہان سی باتین

گھر مین اغیار ہی کی کچھ سُن لو
کسی خانہ خراب کی باتین

ای غمِ عشق بتا تجکو قسم ہی رب کی
تو نی مجھسا کوئی غمگین ہی دیکھا ہی کہین

لاکھون فتنی بپا کر کی چرخ نی برپا کیی
دل لگا بولی سی ہی میرا اگر دم بھر کہین

آنکھین کہین ہین دہیان کہین ہی نظر کہین
بی شبہہ وہ کی آئی ہو تم رات بھر کہین

وحشت کی خوبیان کہ نکلتی ہی گھر سی ہای
مین تو کہین ہون اور مرا اسباب کہین

رونی سی رات دن کی یہی خوف ہی مجھی
پلکون پر آنہ جای نکل کر جگر کہین

ابھی گر صرف ہوی ناز و ادا اور کہین
دل لگالی گا کوئی پھر بخدا اور کہین

بیحجابانہ جو لاؤن ہین کبھی ناصح کو
اوس گھڑی بات نکہنا کوئی شرما کی کہین

لون تصور مین بھی بوسہ تو یہ اندیشہ ہی
دیکھتا دل سہی اوسکا نگہبان کہین

اوٹھ گئی غیر جو پہلو سی بگڑ کر نواب
بزم مین اوسکی نہ آیا ہو مرا نام کہین

منع ہی شکوۂ بیداد تو یہ ہو ارشاد
غمِ فرقت کی شکایت بھی کرون یا نکرون

بخت خفتہ کبھی آجای جو وہ پہلو مین
جب بھی ظالم تجھی بیدار کرون یا نکرون

دیکھکر یون بھی مری شکل کو گھبراتی ہین
اونسی مین شکوۂ آزار کرون یا نکرون

آہین تو سیکڑون ہی اوٹھی ہین ای خدا
کس کس کو شوقِ دل کی مین اپنی خبر کرون

ڈھونڈھون جگر کو یا دلِ شوریدہ حال کو
کس کس کی تیری ہجر مین مین جستجو کرون

ممکن نہین کہ جائین جفاؤن کی عادتین ناحق شکایتون سی تجہی کیون خجل کرون

کہینچا نقشہ ترا کہتا تہا صورت آفرین ہاتہ ہون میری قلم کردو سراپا کرون

یہ کیسا ہی نواب شوقِ شہادت کہ ہر دم تجہی سر بکف دیکہتا ہون

ہنگامِ سوال بیخودی دیکہ تجہکو مین تجہی سی مانگتا ہون

تجہسی نہین ہای کچہ بہی چلتی یون کہنی کو مین بہی بد بلا ہون

نیرنگیِ عشق سی مین نواب آئینۂ قدرتِ خدا ہون

کیون مفت مین شرمندۂ احسان قضا ہون فرقت تری کچہ کم ہی کہ مین موت کو چاہون

چاہت ہے کسی چاند سی رخسار کی مجکو مانندِ ہلال اسلیی انگشت نما ہون

ملتا نہین ہی میرا ٹہکانا عدم مین بہی گویا مین عشقِ یار مین رنگِ پریدہ ہون

رُوتا ہی مجکو دیکھکی خوو صورت آفرین	ہجرِ بُتان مین ہای وہ آفت رسیدہ ہون
نہ رُو وہ پھوٹ کی ای آبلو کہ چُن چُن کر	تمہاری واسطی جنگل سی خار لایا ہون
جہان سی تمکو ملی ہی یہ حُسن کی دولت	وہین سی مین بہی دلِ بیقرار لایا ہون
سیین نہ زخم کو اب چارہ گر کہ پہر رفو	مین آپ اپنی گریبان کی تار لایا ہون
جاتا ہون عدم کو تو گمان اور نکرنا	سو جان سی عاشق ہون تمہارا ہی جہان ہون
دم بہر تو مجہی دیکہ کہ اک عمر سی مین ہی	عُرفی کو تری روز بحسرت نگران ہون
دیکہ تو غیر کی باتین کہ سمجہتا ہی مجہی	لغو ہر چند تری سر کی قسم کہاتا ہون
رہتی ہو چین سی مری دل مین	تم کہان اور اضطراب کہان
اوسکی پیکان کی ہین مشتاق تو اک مدت سی	دل جگر دونون ہی پر دیکہی ہی جاتی کہان

دیکھتی ہی مجھی وہ غیر کی پہلو مین چھپی / دیکھنا خوبیِ تقدیر کہ شرمای کہان

عمرِ یار کا پایا نہ عدم مین بھی پتا / دیکھیی شوقِ دلی اب مجھی لیجای کہان

سر بھلا پھر ہی سی بیٹھونگا ای جوشِ جنون / قوتین ہاتھون کی گر صرفِ گریبان ہو گئین

جان سی تھا بڑہ کی پر نواب دینا ہی پڑا / جس گھڑی وہ اسکی ادائین دل کی خواہان ہو گئین

جفاؤن سی جو رہتا ہی سرِ کار / تو کسدن کام آئین گی ادائین

اُف نہ نکلی منہ سی گو خنجر بھی گردن پر چلی / وہ نہین ہین ہم کہ وہ ہی بات تو نہین رونی لگین

چھیڑین ہین معشوقون سی جب تک ہی جوانی / پھر پوچھی گا نواب بڑہاپی مین تمھین کون

چھین لی حشر مین بھی کوئی نہ مجھسی یارب / جیسی چھینا ہی تو ان نی دلِ بیتاب یہان

مین جو مرجاؤن غمِ فرقت مین تو بہرِ خدا / تم بھی آنکھون پر ذرا رکھنا کسیدن آستین

وحشت تو میرا حصہ تہا پر یہ ہوس تو دیکہ
پہنی ہین مجکو دیکہ کی مجنون نی بیڑیان

برباد ہو گئی ہی قیسون کی خاک تک
مین نی یہ تیری راہ مین گڑی ہین ایڑیان

بہلا کیا خوف ہو گا مجکو ہمسائی کی شکوونکا
کہ مین رویا ہون تجہسی شعلہ خو کی در پہ برسون

مری دل سی کوئی نواب یہ بہی قدر وحشت کے
کہ میری خاک بہی اوڑتی پہری ہی کوبکو برسون

رحم اتنا ہی نکر تو کہ مری حسرت کو
یہ چشم حیرت سی سب غبار عدم مین دیکہین

کہتی ہو نفرت ہی تمہسی سچ سہی یہ بہی مگر
نام میرا لب پر آتا ہی تو ہنس دیتی ہو کیون

ہنس بہی لونگا کبہی مین اے انور اب
اوس گلی مین تو آج رو آؤن

چٹکی بجا کی بولی وہ مجہی چپ کو دیکہکر
بلبل ہی تو میان ذرا بول بولیان

اختر دشمن سی کہدی ہی غضب سمجہا کر کوئی
ایکدم کی واسطی بن جا ستمگر ایکدن

واعظون کی ساری شیخی کرے گی جا ہی کاش | تیری کوچی مین بپا ہو شور محشر ایکدن
فرقت مین اب تو غم سی بہلتا ہی جی بہت | جو پہلی درد تہا وہی درمان ہی اندنون
شراب پی کی چلا سوی محتسب نواب | گہٹائین جہوم کی جسدم بہار مین آئین
خونبہا ہی یہی میرا کہ تجہی ذبح کی بعد | سامنی غیر کی انگشت بدندان دیکہون
دل کیون دیا کہ جان مصیبت مین پہنس گئی | میرا ہی یہ قصور ہی تمکو تو کیا کہون
مقدم مرگ کو رہجائین گی مجہسی شکوی | کیا کرون خوشخبری تری بسمل کو ندون
حشر تک وہ جو نہ آئین تو بہلا کیا ناصح | جہوٹی وعدون سی تسلی ہی ذرا دل کو ندون

ردیف واو

دیتا ہی اک جہان جہان دل کو | ہم چہپاتی ہین کیون یہان دل کو

بزم سی اُوٹہ گئی سبھی پر ہم
ڈہونڈہتی رہ گئی وہان دل کو

ایسی نادان بن گئی نواب
ہای کہو بیٹھی ہین کہان دل کو

مری اختر وہ دیکھین گی فرشتو
ذرا ٹھہرا دو دم بہر آسمان کو

خیالِ پاسبان ہی ورنہ دل سی
لگا کر روتی ہم اوس آستان کو

سوالِ بوسہ اوس ظالم سی نواب
خدا کی واسطی روکو زبان کو

بوسی کی دینی مین ہی کلام اوسکو اسلیے
مُنہ سی نکالتا ہون مین حرفِ کلام کو

رشک ہی اتنا کہ نہ رہنی دیا
اپنی نصیبون مین تری نام کو

تیری ہی دامن مین رہی ورنہ ہم
رکہتی کہان گردشِ ایام کو

اور کچہ مطلب نہین ہی حرفِ عبرت کی لیے
اوسکی در پر حشر تک کہنا مری تابوت کو

دیکھتا ہون آسمان پر نالۂ جانکاہ کو　　پر لگائی یا الٰہی کسنی میری آہ کو

غیر کو فرہاد ٹھہرایا ہی خود شیرین بنی　　ہای بہولی ہین وہ کسدم خسرو پرویز کو

نالہ ہی ایکس طرح دل سی نہو اونکو عزیز　　پیار کرتی ہین سبہی فریادِ دردانگیز کو

لاکہہ صورت سی بچا لین جیب و دامن اپنی ہم　　ٹہیا کرین نواب پر اس طبعِ وحشت خیز کو

غیر تمسی عیش مین ہم دم بہر بہل سکتا نہین　　غم مین ہم بہلائین کیونکر خاطرِ ناشاد کو

جرمِ الفت سی بتا دونگا تو ای نواب ابہی　　مرحبا کہنی لگین گی سب مری جلاد کو

سوچ تو کچہ اپنی دل مین غم ہی کسکا چارہ گر　　دوست کہون مین کیونکر عشق کی آزار کو

نہوتا ناز ای نواب تمکو عشق پر اپنی　　سمجہتی دل مین کچہ بہی تم جو اسکی نیاز کو

وہ اور وعدۂ وصل کا نواب سی غلط　　یہ دن کہان نصیب اوس آفت نصیب کو

لیجا ای خاک وہ کسی مشتاق کا پیام
رویا کیا ہو خود ہی جو برسون جواب کو

اوس بت کے ہاتہ رکہتی ہی دل کیون ٹہہر گیا
کیا ہو گیا یہ ہای مری اضطراب کو

نواب کو ابہی تو ہین دعوی بہت مگر
دیکہین گی اوسکی بزم مین جا کر حجاب کو

دن حشر کا چہوٹا ہی کہون کیا مین غم دل
لی آہی کوئی جا کی مری ہجر کی شب کو

معشوقون سے شکوی کیی لاکہون ہی نی نواب
جنبش نہوئی پر کبہی ظالم تری لب کو

ابہی کچہ کچہ ہی جان قالب مین
روک لی کوئی میری قاتل کو

تجکو دیکہا تو پہر بہی جلتی ہی
کیا ہوا آج شمع محفل کو

یارب اوسکا بہی دل کوئی لیلی
جسنی پہلو سی لی لیا دل کو

کچہ ایسی دوسی ہنی کہا تہا حال فراق
کہ عمر بہر نہ اونہین نیند آئی دم بہر کو

مخصوص ہمین سے ہی لیے روزِ ازل سے
رکھتا ہون عزیز اسلیے مین تیرے ستم کو

یارب ہمین پھر بھیجدے دنیا مین عدم سے
سنتے ہین کہ وہ یاد کیا کرتے ہین ہم کو

دھرے ہی رہ جاے گے ساری تعلّی سخت جانی کے
ذرا جنبش تو دو تم اک ادا سے دستِ گلگون کو

نہین عیسی کہین مین آجاون غش مین ایک ایسے جلوے
نقاب اولٹو ہزارون بار چھوڑو لن ترانی کو

دمِ وصلِ عدو گر چاہیے شرم و حیا تو پھر
یہان بیکار ہے تم جیسی لیلی پاسبانی کو

خدا جانے بلا کیا آے عالم پر کہ جاتے ہو
تم اے نواب پھر بیتاب ہو کر کوے جانان کو

لاکھ تدبیرین کرون وصل کی اوسکی ہمدم
چین لینے دے اگر دردِ جدائی مجکو

قید کی غم سے مین روتا نہین ہرگز صیاد
رنج دیتا ہے اگر خوفِ رہائی مجکو

وہ مزہ پایا ہے دل نے کہ نہ لون مین نواب
دے جو حق غم کی عوض ساری خدائی مجکو

زندگی مین کوئی پرسان نہین تو خیر ابو اے
میری ماتم مین بہی گر کوئی نروئی مجکو

بعد مرنی کی ہوا غیر کا مجہپر احسان
کہ تری کوچی سی اوسنی نہ اوٹہایا مجکو

بہانہ ایسی کرتی ہین وہ نزاکت کا
کہ تا نہو کبہی وصلت کا حوصلا مجکو

خوگر رنج کو کیا کام خوشی سی ظالم
تجسی اب شکوہ الطاف و کرم ہی ہمکو

گر ہی لطف ہی غم کہانی مین نواب تو پہر
ساری دنیا کا غم و رنج بہی کم ہی ہمکو

جانتی تہی کہ ہی مرنی کی تمنا ہمکو
اس لیی وصل کا مژدہ نسنایا ہمکو

شور محشر بہی جو اوٹہا تو نہ نکلی گہر سی
کیا کہی گا تری کوچی مین زمانا ہمکو

دہیان آتا ہی فقط آپ کی رسوائی کا
ورنہ کیا ہجر مین مرنا نہین آتا ہمکو

بت کو بہ بوجو گی کعبی مین نواب
تم سی یہ اعتقاد ہی ہمکو

تمسا جلاد تو پیدا ہی نہین عالم مین — ظلم کرتی ہین جو کہتی ہین مسیحا تمکو

گریہ و وحشت دل کی ہی ترقی نواب — آج ہی کل مین ہوا جاتا ہی سودا تمکو

نقشِ تسخیر نہین ہی خطِ تقدیر مرا — تم اوسی غیر کی خاطر سی مٹاتی کیون ہو

وہ تو غش ہی نہین تمپر پھر تم — غیر کو زلف سنگھاتی کیون ہو

مٹ گیا ہی جو تمہاری غم مین — نام کو اوسکی مٹاتی کیون ہو

خیر ہی نالون سی آج ای نواب — اپنی طالع کو جگاتی کیون ہو

چہپانی سی کہین چاہت ہی انکی اب چہپتی ہی — نہین مرتی کسی پر تو پہر تم ہیجان کیون ہو

جس غیر کو سمجہتی ہو تم دوست سیر ہی — محشر مین آکی وہ ہی اگر دادخواہ ہو

لطف کی بعد پھر ستم یہ کیا — ظلم اتنا کرو کہ عادت ہو

جسکو کہتا ہی اک جہان اجل — کاش وہ بھی تمہاری حسرت ہو

کیا حال اوسکا ہوگا الٰہی فراق مین — اوس طرح کا وصال مین جسکو ہراس ہو

فریاد جو کرتا ہون تو کہتا ہی زمانہ — مر جاک کہ تری مرنی سی آرام کہین ہو

نہو کوئی بھی فریادی کسی کا روز محشر مین — وہان تو مین ہون یارب اور میری بیگناہی ہو

قسم جو کہائی نہین ملتی تو ہو معلوم — کہ وقت جنگ خدا کو بھی بھول جاتی ہو

جو اوسکو دیکھ کے پہلوی غیر مین نواب — نہین ہی تاب تو کیون بیٹھی کسمساتی ہو

زمانہ بہر تو محو عیش و مست بادہ خواری ہو — جسی کوئی نہ پوچھی ہائی وہ قسمت ہماری ہو

پاس آ بیٹھی کسی ڈہب سی جو ہم محفل مین — ناز سی ہنس کی وہ کہنی لگی چل دور ہی ہو

وہی بیکس تو ہی محفل مین تمہاری نواب — دل کو تہامی ہوئی ہی تم جسکی فغان سنتی ہو

مانگو نہ عمر خضر بہلی خدا سی نواب — اوس سی حال غم ہجران جو کہا جاتی ہو

چرچا وہان بہی کچہہ ہو ہر دم مصیبتونکا — جنت مین بہی الہی ایسا ہی آسمان ہو

رستہ ملی نہ اوسکو عدو کی مکان کا — اتنی بلاؤن کا تو الہی نزول ہو

یارب اوسی بہی کچہہ مری دل کی سرگذشت — مجہسا جو کوئی تیری یہان دردمند ہو

پہنچا دی آہ کو جو مری تا اثر فلک — تو عرش سی بہی رتبہ ترا کچہہ بلند ہو

نواب جسنی اوسکو بنایا ہی سوچ تو — کیونکر نہ کبر و ناز سی وہ خود پسند ہو

آئین شمار مین نہ کبہی دل کی حسرتین — نواب اگر خدا کی یہان بہی حساب ہو

عبث نواب تمکو دہیان ہی دل کی کشایش کا — یہ وہ عقدہ نہین جو ناخن تدبیر سی وا ہو

مسکرا کر پوچہتی ہمسی کیون غمناک ہو — چشم بد دور آج تو کچہہ خوب ہی بیباک ہو

دامنِ محشر بھی ہے منہ پر تو پھینکو گے وہ گل — نازسے تابوت پہ میری گریبان چاک ہو
بہت ہی ناز تمہیں اپنے صبر پر نواب — وہ شوخ ایسے میں آجائے تو تماشا ہو
یاد کسکو کرے گا وہ یارب — جسنے دل سے اوسے بھلایا ہو
قدر مرنے کی خاک وہ جانے — غش بھی جسکو کبھی نہ آیا ہو
دامن اوس شوخ کا وہ کیا کھینچے — آہ تک جس سے کھینچ نہ سکتی ہو
سختیِ اجل اوس سے بھلا خاک اوٹھے گی — غم بھی جسسے کھانا ابھی آسان نہوا ہو
کہتے ہیں شب قدر رہی کہیں تو فلک پر — آمد کا کہیں تیری ہی سامان نہوا ہو
شرمندہ ہو کیا وعدہ خلافی سے وہ بیباک — جو ظلم سے بھی اپنے پشیمان نہوا ہو
کیا چاک کی لذت اوسے معلوم ہو نواب — جو رشتہ کبھی تارِ گریبان نہوا ہو

وہ بت خرام ناز سی جب آئی گا تو ہم
جائین گی دیکھنی کو قیامت ہی کیون نہو

تنگ آ گئی ہین کچھ بھی نچھوڑین گی دم مین ہم
ہر چند تیری ملنی کا اقرار کیون نہو

جسکو امید اوسکی عیادت کی ہو صبح
سوچو تو اپنی دل مین وہ بیمار کیون نہو

وحشت مین گر اوٹھی تو نہ بیٹھین گی ہم کہین
ہر چند تیرا سایۂ دیوار کیون نہو

نواب خلق مین اوسی بدنام کرتی ہو
پھر وہ تمہاری درپی آزار کیون نہو

سارے عالم کو گواہی کی لیی جب لاؤن
لہ مری قتل کا ظالم تجھی اقرار نہو

قابل دید ہی اوسکی بھی مصیبت نواب
جسکا دل تنگ ہی غم ہجر مین غمخوار نہو

نہ نکلین کچھ بھی شب غم مین حوصلی دل کی
جو اپنی آنکھ جدائی مین اشکبار نہو

مزہ ہی تمکو جتاؤ محبت ای غالب
بڑی امید سی اور اوسکو اعتبار نہو

عشق ایسے بدگمان کا مجھی ہو کہ ای خدا — گر کوئی مر بھی جای تو اوسکو یقین نہو

لخت جگر تو دیکھ چکی دل بھی دیکھ لو — شاید تمہاری تیر کا پیکان یہین نہو

نواب چین ہی نہین آتا تجھی کہین — جبتک تری بغل مین کوئی مہ جبین نہو

ستم ہی جو مر جای غم سی تری — اوسی کا تری گھر مین ماتم نہو

دیکھتی ہین مری آغوش کو سب حیرت سے — میری پہلو مین کہین یار کی تصویر نہو

سو خطائین تو مین خود اپنی بتاتا ہون تجھی — زندہ جب چھوڑ کہ میری کوئی تقصیر نہو

جلوہ یار سی گھر غیر کا آباد نہو — خانہ عشق الہی کبھی برباد نہو

یہ حکم ہی مری قاتل کا اب تو مقتل مین — کہ وقت ذبح بھی بسمل کو اضطراب نہو

عشق پنہان کا جو دعوی ہو تو ہو محشر مین — بات کس کام کی جو چار مین مشہور نہو

محشر مین شہ جانی کو ملی پاون مین مہندی
اوس فتنۂ عالم کی ذرا ناز تو دیکھو

مشاطہ یہ بولی اونہین آئینہ دکھا کر
تم اپنا ذرا حسن خدا ساز تو دیکھو

مجھسی پوچھو نہ دیکھنی کا سبب
اپنی چھتون کو غور کر دیکھو

شاید آجاوی وہ صنم نواب
ابکی پہر اوسکی غم مین مر دیکھو

ادا سی بولی مجکو قتل کر کے
یہ کسکی لاش ہی اسکو اوٹھالو

مجھی خلوت مین کچہ کہنا ہی تم سی
کسی دن وقت فرصت مین بلالو

گیا کچہ کر ہی یہ فتنہ گر نواب اوسکو دیکھکر
تم دونون ہاتھون سی اللہ دل کو تہام لو

اس سی بہتر نہین تدبیر کہ تم دشمن کو
آپ تو قتل کرو اور مرا نام کرو

دیر سی جاتی ہو کیون جانب کعبہ نواب
تم یہین بیٹھی ہوی دعوی اسلام کرو

چلمن سے جہانکا اوسے نواب غش ہوے
بے پردہ دیکہو تو خدا جانے کیا کرو

یہ مشغلہ ہے خوب غم ہجر کے لیے
نواب شوق وصل نہ دل سے نکال تو

شوق سے آزاد کر لیکن بتادے یہ مجہے
بعد میرے کس سے دل بہلائے گا صیاد تو

غیر سے ہی ہے عادت رہے نواب اوسکو
منع ہرگز نہ کرو وصل مین شرمانے دو

ردیف ہاے ہوز

مرنے کو کہہ چکا ہون مین صبح شب وصال
اب آبرو ہے میرے الٰہی سحر کے ہاتہ

گذرے گے انتظار مین یہ بہی ہے ایک عیش
نواب نامہ بہیجدو تم نامہ بر کے ہاتہ

منہ سے ہی جا مانگ رہی مرگ کی ظالم
پر دل سے خدا کے لیے دم بہر نہ ہٹا ہاتہ

تسمہ ابہی کچہ کچہ مری گردن مین لگا ہے
قربان تری تیغ کی اک اور لگا ہاتہ

تم دل سی اوٹھ گیا جان سی بہی جاؤ تو نواب ہرگز نہ اوٹھائین وہ کبھی بہر دعا ہاتہ

بلائین پیار سی لیتی تری ہتہیلی کی بنا تا صانع عالم اگر حنا کی ہاتہ

وفور شوق سی نواب ہم سو مقتل چلی تو ہین مگر اب شرم ہی خدا کی ہاتہ

بلائین لی ہین عدو نی تمہی سے ہی افسوس کہ بدلی جاتی تو ہاتہون سی ہم بدلتی ہاتہ

دہرکا یہ تہا رقیب کا اونکو وصال مین آغوش مین وہ اچہلتی ہی آواز پا کی ساتہ

نواب کی زبان پہ آہی گئی گلی بچتا ہی ہمتو بزم مین ظالم کو لا کی ساتہ

حشر تک پہر نہو مرنی کی مصیبت ہرگز دم نکل جای اگر وصل مین ارمان کی ساتہ

قطع امید تہا نہ کسیکو ہوا اس لیی ہین لطف کے نگاہین بہی اک ستم کی ساتہ

ہاتہون سی کسی کی ہو گیا خون ہی تیری ہی سر پہ ای حنا دیکہ

کس شان سی سناتی ہین وہ مجھکو گالیان
نواب تو بھی چل کی مرا اقتدار دیکھ

پر کترتا ہی میری کنجِ قفس مین ظالم
اک ذرا بادِ صبا شوخیِ صیاد کو دیکھ

وعدہ خلافیان ہوئین اون سی تو لاکھ بار
عہدِ وفا کو تو بھی تو نواب توڑ دیکھ

تمہین تو بھی نہین دیکھا جو سکتی ہین ہاے ہما
مجھی دکھاتی ہین کیون غمگسار آئینہ

یہ کیا کہ خاک کی ملنی سی صاف ہوتا ہے
ہوا ہی تجھسی مقرر دوچار آئینہ

نہین سنتا ہی تو ہماری ہای
ہمنی تیری لیی سنا کیا کچھ

چپ دیکھکر وہ چھیڑتی ہین ڈر رہا ہون مین
ایسا نہو کہ منہ سی نکل جای میری کچھ

بن گیا اور بھی پری وہ شوخ
بوسہ لینی سی جب بگاڑ منہ

تجھسی تھی مری فکر ہی بڑھ کر ہی کہین آہ
جو دم مین پہنچ جاتی ہی تا عرشِ برین

١٢٧

دل تو لیا ہی اوسنی مجھی کیون سزا ملی
میرا تو اس مین کوئی بھی یارب نہتا گناہ

کیونکر نہ شب ہجر سی خوش ہون کہ مجھی تو
ہوتا ہی تری ملنی سی غم اور زیادہ

ردیف یای تحتانی

ہنستی ہوی اغیار سی اوٹھتی ہوی مجکو
آئی سر بالین بھی تو کس ناز سی آئی

یہ نئی شرم و حیا ہی کہ مری لاش پہ بھی
منہ پر اک ناز سی ڈالی ہوی آنچل آئی

جسکا آنا ہو تصور مین بھی مشکل نواب
قتل کرنی کو وہ کیونکر سر مقتل آئی

دہر مین شور قیامت کا اوٹھی گا جسدم
ہم یہ جانین گی وہ شاید سر محفل آئی

دہجیان ان محشر کی اوڑا اون نواب
میری ہاتھون مین اگر دامن قاتل آئی

برا ہو شہرہ جذب دلی کا جسکی باعث سے
گئی وہ تو کہین مجھسی بتا سب پوچھنی آئی

چھیڑ آتی لیی ہی کہ رہین فکر مین میری / ایسا نہو تو خاطر اغیار مین آئی

آئی بہی اداؤن سی وہ نواب تو کسوقت / جب لخت جگر دیدۂ خونبار مین آئی

دیکھا تہا مگر کاتب قدرت نی ترا حسن / جو پیچ ہماری خط تقدیر مین آئی

مری طرف سی بہی ای خار رہ قدم لینا / تری طرف جو کوئی مجھسا دلفگار آئی

غیرون سی دل مین حسبدم کچھ بہی غبار آئی / تو ای خدا مجھی پر اوس بت کو پیار آئی

مطلب ہی جو اپنا تو چلین غیر ہی کی گھر / سنتی ہین کہ قاصد کی وہان کچھ خبر آئی

لذت سی مری وصل کی پر غم سی تو چھوٹی / بی مانگی اجل آئی مگر وقت پر آئی

جب وعدہ کیا خواب مین آنی کا تو افسوس / فرحت سی مجھی تا بسحر نیند نہ آئی

بنکر شگفتہ غیر کو افسردہ تو کرون / پر کس طرح چھپاؤن مین صورت ملال کی

یا الٰہی وہ دل نہو پیدا
جسکو لذت نہو مصیبت کی

جان اوس کافر کو دیدی
ہمنی ہی کیا ہمت کی

یہ بات کیا ہی کہ پوچھی او بت کافر
خدائی بات کبھی تیری داد خواہون کے

جسکو نہ خبر اپنی ہو بیساختہ پن سی
کیا خاک خبر لی وہ بھلا بیخبرون کی

جسی خواہش ہو اوس کافر صنم کی
اوسی کیا ہو خبر دیر و حرم کی

مگر ہی آج شب غم کہ شام ہی سی قضا
سنا گئی ہی خبر ہر بلا کی آنی کی

بلا آئی گی تجہپر جذب دل سارے زمانی کے
جو اوس بیرحم نے کہائی قسم مرقد پر آنی کے

قسم کہائی ہی دل لینی کی تو مین بہی قسم لون گا
لگاوٹ کے بناوٹ کے ادا کی مسکرانی کی

نہوتی اونکو خبر میری موت کی تو پہر
نکرتی معذرت اس طرح ہر بہانی کی

نام لیتا ہی ہر اک بات مین اوسکا ناصح / خوب تدبیر نکالی مری سمجھانی کی

اپنی تقصیر کا اقرار عبث کرتی ہو / کیا قسم کھائی ہی نواب مکر جانی کی

جفا سی آن مین گھبرا گیا ہون ٹالی ہی کیا ہوگا / یہی صورت ہی یارب جب عمر جاودانی کے

بسر کی اسطرح ہمنی شب فرقت کی دنیا مین / حکایت رہ گئی تا حشر اپنی سخت جانی کے

نہو واقف جگر بہی درد دل سی یہ ارادہ ہی / کوئی حد ہی نہین ہی اب ہماری بدگمانی کے

غم ہجران مین ای نواب انکو خوب ہی سوجہی / نہ تم مرتی نہ وہ تعریف کرتی جانفشانی کے

علاج ان چشمونکا ہوگا کیا اس سخت جانی مین / چبہی کی کاہی کو میری بدن مین نوک نشتر کے

بڑہا اک آن مین عمر رواں سی وہ قدم آگی / مری ہی دل سی پوچھی کوئی برش تیری خنجر کے

خرام ناز ہی نی تیری بسمل کر دیا ظالم / یہان کسکو خبر ہی ہای ساقی دور ساغر کے

ہجوم حسرت و غم دیکھکر نواب وقت ہین
تصور کیا پہری آنکھون مین صورت روز محشر کی

منہ صبر کو کیونکر مین دکھاؤن گا الہی
ٹپکی جو مری دل سے کوئی بوند لہو کی

لینا سر سجادہ وضو کر کی ادب سی
حرمت ہے بہت رندون مین نواب سبو کی

کفن کی کام آئین گی اوٹھا رکھنا انہین یارو
جو کلیون مین ملین کچہ دہجیان میری گریبان کی

بچھی ہین اِن صحرا مین گویا حور کی پلکین
کہون کیا کیفیت نواب مین خار مغیلان کی

ایسی سزا مین پائی ہی لذت کہ پیش یار
تعریف کر رہی ہین ہم اپنی قصور کی

وہ نوجوان میری گہر آیا ہی ناز سی
عادت بدل گئی ہی مگر چرخ پیر کی

ان یاس کی نگاہون کو ہرگز نہ بہولنا
دیکھو وصیتین ہین یہ وقت اخیر کی

نہ ہمنے وفا کی نہ تمنی جفا کی
بتو یوہین کہتی ہی خلقت خدا کی

طالع سی میری اکدن بدلین گی بخت دشمن — گردش اگر یہی ہی ہر وقت آسمان کی

جفا کیا چھوڑ دی اوسنی جو نواب — شکایت کرتی ہو تم آسمان کی

آہ کھینچی گر کسی ناکام نی دل سی تو پھر — سب ہری ہجای کی یہ بردباری آپکی

رشک سی ہی صنم نواب اکیلی ہی چلے — دیکھی کیا کچھ کری بی اعتباری آپکی

ای چشم مست جبر و جفا سی حضور حق — کہنا قسم تو میری ہی شرب مدام کی

دو پھول ہی کہنی کا ٹھکانا نہین صیاد — وسعت تو ذرا دیکھ مری کنج قفس کی

فرقت کو ہم تو سہ گئی پر کیا کرین گی لوگ — دوزخ مین ہو گی گر یہی صورت عذاب کی

محشر مین بنا خدا کا معشوق — اوس بت نی وہان بہی داوری کی

الفت ہو جسکی دل مین فدا ہی رقیب کی — یارب نہ دیکھون خواب مین شکل اوس حبیب کی

ایسی برائی ہی کہ نہو گا اثر کبھی
جھوٹی قسم جو کہاؤ تو میری نصیب کے

کسنی دیکھا تہا غضب سے سوِ افلاک کو آج
حور و غلمان کو بہی جنت مین پڑی جانونکی

وہ تو ابی نغو البستی تہی عدو کا امتحان
ہای تمہنی وقتِ ناز اک لحظہ خودداری نکی

دل آتہام کی رہ گئی محفل مین وہ اپنا
آئی جو صدا رونی کی ناگاہ کسی کی

آیا سرِ مرقد تو کہا اوسنی کہ نواب
تکتا تو نہو ابہی کہین راہ کسی کی

ہی وصلِ عدو کیسی نہ ہی اوٹہین گی نواب
افسوس ہوئی میری سحر رات کسی کی

اپنا بہی نہ عالم اوسی آئینی مین سوجہی
اس رنگ سی آئی شبِ دیجور کسی کی

چاہئی جو کرو جفا وہ چہوڑ دی ممکن نہین
شکوی کرتی ہین عبث ہم ہائی خوئی یار کی

کیون کسی کو دیکھکر نواب وہ بہلای دل
جو تماشی دیکھتا ہو دیدۂ خونبار کی

گہر جانی لگا ہین پی نظارہ تو نواب
ضد سی مری رہنی لگی وہ دل مین عدو کی

پابند ہین وہ اپنی وہان آن بان کی
لالی یہان پڑی ہین مجھی اپنی جان کی

یارب ہماری بعد بھی کیا اہل درد پر
باقی رہین گی ظلم یہی آسمان کی

عجب نواب دعوای فراست کرتی ہو مجھسی
نہتا سوا تو کیون نہ رہی اور اڑائی ہین گریبان کی

سچ کہدی مصیبت کہ کبھی دیکھی ہین تونی
میری سی بھی انداز کسی فرد بشر کی

کیونکر گلہ کرون کہ وہان تو نئی نئی
لاکھون جواب دل مین ہین ہر اک سوال کی

تیری آنکھونکو جو دیکھا تو یہ بولی شوخی
کہ بنی دشت مین آہوی ختن تہر کی

پہر کچہ خوف خزان ہو نہ تمنای بہار
کاش ہو جائین نہالان چمن تہر کی

نازو انداز نگہ دیکھی ہین یارب کسکی
دیدی حیرت سی کہلی رہ گئی جو نرگس کی

شبِ غم یاس سی یارب وہ دعا کیا مانگی | آرزو ایک ہی باقی نہو دل مین جسکی

تنگ آکر دہن کی تنگی سی | شکوی کرتی ہین مسکرانی کی

میری بیتابیون سی وقتِ ادا | سیکھ لو طور لوٹ جانی کی

مژدہ ای ذوقِ امتحان کہ وہان | ہین نئی ڈھنگ آزمانی کی

برق دم لی ابھی کہ باقی ہین | کچھ اثر میری آشیانی کی

عالم اوسکا وہی ہی لیکن یہان | ساری عالم کی صفائی ہو چکی

کرون صبر کیا وعدۂ حشر پر | قیامت تو مجھپر یہین ہو چکی

تڑپی دل اس طرح کہ نکل جای جان تک | پیکان نہ جب بھی تیر کا تیری نکل سکی

بزمِ نشاط مین جنہین آنی سی عار ہو | کہنی سی میری وہ مری ماتم مین آچکی

اب کیا کرین گی بیٹھ کی لطف اب بزم مین
قصۂ فراق کا تو سب اونکو سنا چکی

تم جو اس ناز سی آؤ سر قبر
کیون نہ جینے کی تمنا ہو مجھی

ای مرگ تو ہی ڈھونڈھ دی اوسکو ذرا مجھے
مدت سی غیر کا نہین ملتا پتا مجھی

سر شوریدہ کا احسان ہی مجھپر شب ہجر
کہ بچایا تری تصویر خیالی نی مجھی

ایک دفتر دل مین ہی اسی نامہ کیا کیا لکھون
سہو ہی کثرت کی باعث سی مرا مطلب مجھی

خانہ ویرانی کی میری یہ تلافی خوب ہی
اپنی گھر رہنی دین اکدن آپ شب کے شب مجھی

ہرجائی آپ کہتی ہین کیون بی سبب مجھے
معقول آپ دیتی ہین اپنا لقب مجھی

اس رشک کا برا ہو کہ اوسکی تلاش مین
جانا پڑا رقیب کے گھر بی طلب مجھی

گیا درازی سی شب غم کی ڈراتا ہی مجھے
جان دینا تو شام سی آتا ہی مجھی

پیٹنا رونا فدا ہونا تڑپ کر مرنا
یہ تو آتا ہی اگرچہ نہین آتا ہی مجھی

نہین آتا ہی کوئی کام بلا سی لیکن
مر تو جانا تری انداز پہ آتا ہی مجھی

اسقدر رسوا نکر ای شوقِ دل
پھر بھی اس محفل مین آنا ہی مجھی

چھوٹنا غم سی تری منظور نہی
موت کا صرف اک بہانا ہی مجھی

گر مین سونی کا ارادہ بھی کرون تو ناصح
کیا کہین گی یہ مرے دیدۂ بیخواب مجھی

کسی مانگی ہی الٰہی مری جینی کی دعا
کہ شبِ غم مین ہوئی موت بھی نایاب مجھی

پارسائی کی جگہ مانین ہین اونسی پوچھین
ابکی ملجائین اگر حضرتِ نواب مجھی

خوگر نہین ہون عیش کی باتون کا ای خدا
دینا تھا خلد مین بھی غمِ جاودان مجھی

پھر بھی بنونگا اسکی ہی کوچی کی سرزمین
گر خاک مین ملائیگا تو آسمان مجھی

دشمن پر التفات تری دیکھکر ہون تنگ ‏ ‏ ‏ اب سے نہ کہنا اپنا کبھی رازدان مجھے

شکوے بیداد کی سو بار کرون مین تجھسے ‏ ‏ ‏ چین لینے دے اگر کاہشِ آزار مجھے

اسمین مزا ہے گلہ جور و جفا کا نواب ‏ ‏ ‏ اوسکی آگے نہ کہے کوئی وفادار مجھے

روتی ہین روز مری تربت پر ‏ ‏ ‏ مٹ گئی پر بھی مٹاتی ہین مجھے

غش نہین پر یہی سکتہ ہے کہ وہ ‏ ‏ ‏ زلف کیون اپنی سنگھاتی ہین مجھے

میرا پیغام جو قاصد نہ کہے تو یارب ‏ ‏ ‏ دیکھکر وہ بھی کسی بت کو مجھی سا ہو جاے

خاک شکوے کرون اس جور و جفا پر لیکن ‏ ‏ ‏ لطف کچھ بھی ہو تو سوطرح کا دعوی ہو جاے

لاعلاجی ہے یہی وہ کہ تجھے دیکھ کے مین ‏ ‏ ‏ غش مین آؤن تو مسیحا کو بھی سکتا ہو جاے

کام کر جذبِ دل اتنا تری صدقے جاؤن ‏ ‏ ‏ کہ مجھے دیکھتے ہی بند قبا وا ہو جاے

میری کہنی سی سمجہتا نہین ہرگز ناصح / تم ذرا جلوہ دکہادو تو وہ قائل ہوجای

یہی دہڑکا ہی وصل مین ہردم / شام ہی سی سحر نہو جای

کاہش غم سی ہجر مین نواب / کہین تیری کمر نہو جای

یہ دعا مین تو نہین مانگی تہین یارب کہ وہ بت / بر مین ہو غیر کی ہی تو مجہی پیار آجای

ذبح کرنا نہ ابہی مجکو قفس مین صیاد / ٹہہر اتنا کہ گلستان مین بہار آجای

دیکہ اوسدم تم بہلاتا مجہی دل سی نواب / زیر پا دشت مین جسدم کوئی خار آجای

خلق کو ہو نہ خبر موت تو ہوگی آگاہ / جان کچہ دل نہین جو کوئی چہپا کر لیجای

غش کی حالت مین گئی جان سی ہم / زلف اپنی وہ سنگہاتی ہی رہی

طول سی وعدی کی آیا محشر / اپنی گیسو وہ بناتی ہی رہی

دل لیے عشاق کی تنی قضا نی جان لے
ہای یہ کمبخت قسمت آزمانی سی رہی

منصف ہو دل مین تو ہی کہ مرتی نہ تا کجا
برسون تو تیری ہجر مین ہم نیم جان رہی

ساری عالم محو ہون پر ای خدا
حُسن کا اوسکے ہی عالم رہی

لازم ہی ایک قبر مری ہر گلی مین ہو
تا بعد میری نام مرا کو بکو رہی

ہر چند ذکرِ عشق سی بیتاب ہوگا دل
پر جی بہلنی کی لیی کچہ گفتگو رہی

دنیا کی کوششین تو ہین اُس جوشِ ہاین مین
کیا کچہ کرون جو دل مین امید وفا رہی

جور اتنی سہون کہ دل مین تری
جز وفا نام کو جفا نہ رہے

ایسا غمِ فراق نی مایوس کر دیا
اب مجکو غیر سی بہی عداوت نہین رہے

اتنی بلائین آئی ہین مجہپر کہ نام کو
گردون کی پاس کوئی مصیبت نہین رہے

نفسِ واپسین کو غیرون کے — ہای وہ شورِ مرحبا سمجھے

حالِ دل اوس سی کہتی ہین لیکن — اسکو بہی دیکہی وہ کیا سمجھے

سنبہلو نواب راہِ الفت مین — یہ بہی کیا گہر کا راستا سمجھے

وہی بسمل ترا ہی ای ظالم — جسکو لینے ملک تک آئی تہی

دیکھکر تیری لب پہری عیسی — آنی کو اس فلک تک آئی تہی

وہی دل خاک کردیا ای چرخ — جسنی اوس بت کی ناز اوٹہائی تہی

سینہ صافی سی سب ہوی ظاہر — داغِ دل ہمنی تو چہپائی تہی

تہی جو نواب زیست سی بیزار — تو یہان کیون عدم سی آئی تہی

میری مرقد پر پڑی ہین آج مرجہائی ہوئی — وہ جو پہول ای گلبدن شب کو تری بالون مین تہی

آج عاشق بن گئی نواب یہ بھی سیر ہی
ایک مدت تک تو حضرت میری غمخوار نہین تھی

یہ کیا ہی جو کلیجا تھام کر وہ بیٹھ جاتی ہین
مری نالون سی آگی تو اثر ایسی نہوتی تھی

سوتی رہی وہ چین سی نواب رات بھر
شاید شب فراق مین تم نوحہ خوان تھی

صورت جو مری دیکھی بھر لای وہ آنسو
رونا نہین تھا یہ بھی فقط ایک ہنسی تھی

اک دفتر آرزو کا بھرا رہ گیا یہان
وہ وہی شکایتون مین وہان صبح ہو گئی

وہ چھیڑتی ہین شام سی یہ کہکی وصل مین
لو دیکھو آسمان کو وہ صبح ہو گئی

اک لطف کی نگاہ سی دم بھر مین رات کو
ساری شکایتون کی مکافات ہو گئی

وصل مین تمنی تو جھوٹون بند کر لی اپنی آنکھ
پر مری دل کی تمنا کو تو آفت ہو گئی

نکلا چمک کی چاند جو رات آسمان پہ
صورت تمہاری میری نگاہون مین بھر گئی

یہ رات ہی فراق کی اسکی سحر کہان
وہ تہی شب وصال جو دم مین گذر گئی

آئی پلٹ کی بہی تو گئی غیر کی یہان
قسمت سی میری آہ اگر تا اثر گئی

غم کی بہی رات یوہین بسر ہوگی ایک دن
جیسی شب وصال خوشی مین گذر گئی

سونی کی شکل نکلی گی یارب پہر اور کیا
پہلوی بت مین بہی جو مری نیند اوچٹ گئی

تمکو شب وصال چہپایا بہت مگر
پہیلی یہ بوی زلف کہ دنیا مہک گئی

وعدہ وصلت عبث رکہا ہی روز حشر پر
اوٹہتی ہی تیری مجہپر اک قیامت آگئی

آنکہین دکہاتی ہین ابہی ناصح ہمین بہت
کچہ بہی نہ کہہ سکین گی جو آنکہ اونسی لڑ گئی

احسان خاک مانون کہ بزم رقیب مین
بہولی سی آنکہ یار کی مجہپر ہی پڑ گئی

نواب گر یہی ہین گلی روز روز کی
تو جان لو کہ سید ہی ملاقات ہی گئی

ہم ایسی کیفِ وصل سی بیہوش ہوگئی
جتنی گلی تہی دل سی فراموش ہوگئی

دعوی بہت تہی اپنی بہی تقریر پر ہمین
پر تیری دو ہی باتون مین خاموش ہوگئی

جنبش ذرا ہوئی جو لبونکو دمِ جواب
اللہ ری شوق ہم ہمہ تن گوش ہوگئی

آیا کبہی غبار نہ دل مین کسی کی ہای
افسوس یوہین مفت مین ہم خاک ہوگئی

یہ کیا کیا کہ صبر کیا اونکی جور پہ
نواب اس سی اور وہ بیباک ہوگئی

خاک ڈالین گی وہین سبکی شناسائی پہ
مرگئی پر بہی اگر ہمکو وہ پہچان گئی

کہتی ہو چاہتی ہین ہم بہی کسی نواب
جان جائیگی ہین سامان یہ ہم جان گئی

تیری کوچی مین گئی گر لاکہ بار
ہم یہ جانین گی کہ پہر بہی گم گئی

نالون سی نیند اوڑ گئی ساری جہان کی
نواب آج کیا تری غمخوار مر گئی

رہ گئی ہونگی اونہین ہی ہای کیا کیا حسرتین
ابتدائی عشق مین جو لوگ غم سی مر گئی

یہ عجب طرح کی تہی بیخودی غم عشق مین نواب کے
کہ تمہاری آنی کی سنتی ہی وہ یکایک آپ مین آ گئی

ایسا ہی تکیہ بخت زبون پر کہ شام کو
مژدہ وصال کا مجہی دشمن سنا گئی

دونون جہان مین سمائی جو راز عشق
آتی سی دل مین ہای وہ کیونکر سما گئی

بہولی ہوی تہی ساری خدائی کو وصل مین
صدمی فراق کی ہمین کیون یاد آ گئی

انصاف کر کہ تیری اشاری رقیب سے
کب تک نگاہ یاس سی دیکہا کری کوئی

بن جا ہی تجہسا حسن و ادا مین بہی بیمثال
جب تیری عاشقون کو ستایا کری کوئی

شکوہ کیا جو رنجش بیجا کا تو وہ شوخ
بولا بگڑ کی پہر نہ منایا کری کوئی

انصاف تو ہی کر کہ بہلا فرط یاس سی
کب تک غم فراق مین رویا کری کوئی

درد ہو تو دوا کری کوئی
تم نہ آؤ تو کیا کری کوئی

ای اجل انتظار مین کب تک
جانکنی مین جیا کری کوئی

یہ طرفہ تماشا ہی اوس شوخِ ستمگر سی
الفت تو کسی نی کی بدنام ہوا کوئی

وہ نہوتا تو سب کہتی ای گردون
تیری عادت سی نہ ڈرتا کوئی

گر نہوتی یہ تڑپ تو نواب
ہاتھ دلپر بہی نہ دہرتا کوئی

میری قسمت مین جو کچھ تہا وہ مٹایا تمنی
تم جو لکھتی تو اوسی پہر نہ مٹاتا کوئی

جب محبت ہی نہین تجھسی تو پہر ای نواب
کیون ترے ہی سر کی قسم جہوٹ نہ کہائی کوئی

بکہری کسی کی زلف مین دل اپنا ڈہونڈہ لون
دنیا مین ای خدا کوئی ایسی ہوا چلی

حسرتین دل کی نہ پوری ہون اگر
لاکہ بار اس حلق پر خنجر چلی

پہنچی نہ میری شومیِ تقدیر سی کبھی
قاصد تمہاری راہ مین گر عمر بھر چلی

قیامت آئی اوسیدم جہان مین یارب
خرامِ ناز سی جسدم وہ اپنی گھر کو چلی

ہوش مجکو نہین وحشت ہی سہی
نہ سہی یہ تو شرارت ہی سہی

درپیِ قتل رہو تم ہرچند
روز مرنا مری عادت ہی سہی

ہی یہ ماہِ رمضان ای نواب
می نہین ہی تو عبادت ہی سہی

جان دیدون گا خیالِ فرقتِ جانان سی آج
تجکو بھی دیکھون نہ مین ای شامِ ہجران تو سہی

آہین جو سچ نہین تو دمِ واپسین سہی
اسکو ہی جھوٹ جانو تو یہ بھی نہین سہی

کل حشر مین ملو کہ ملو مجسی گھر مین آج
مطلب وصال سی ہی تمہاری کہین سہی

کچھ کم نہین ہی ملنی سی انکار کا مزہ
اقرار وصل کا نہ سہی تو نہین سہی

اتنا تو عزیزو کہو اوس آفتِ جان سے
اس ستم سی اوٹھونگا تو اوٹھونگا جہان سے

چارہ گر کیا غضب کیا تو نے
تیر کھینچا جو اوسکا سینی سی

عطر آگین ہوا ہی سب عالم
کیا صبا آئی ہی مدینی سی

شہیدِ ناز ہون کپڑی بسائین جو حورین
کہ بو لہو کی نہ آئی مری پسینی سی

جاتی نہین اکدن ہی کسی اور کی گہر مین
میری شبِ فرقت کو بھی کیا عشق ہی مجھسے

بتا تو مجکو تجہی پاسبان خدا کی قسم
کہ تو نی دیکھی ہین دنیا مین جبہہ سا مجھسے

برا ہو دل کی تڑپ کا کہ ہای کہل نسکا
تمام رات ترا تکمہ قبا مجھسی

ہوی ہین عشق مین کامل تو اور بھی نواب
مگر ہوئی ہی غمِ دل کی ابتدا مجھسی

وہ تو در گذری مری تقصیر سی
گیا خجل ہون لذتِ تعزیر سی

بیخودی کا اب یہ نقشہ ہی کہ ہم
شکوی کرتی ہین تری تصویر سی

پاون پڑتی ہی مری نواب کیون
پاون پڑکر پوچھی زنجیر سی

منہ بناتی ہو عبث تم آہ بی تاثیر سی
لائی ہین اسکو بھی لب تک ہم بڑی تدبیر سی

ای اجل اندوہ و غم ستی یون ہی تو جاون گا
ہجر کی شب مین بھلا پہر فائدہ تاخیر سی

کس طرح دل مین نہ کھون سوچ تو ای ہمنشین
رونق عشق بتان ہی نالۂ شبگیر سی

حال قاصد سی نہ پوچھو آپ ہی تم دیکھ لو
حسرتین کیسی ٹپکتی ہین مری تحریر سی

تھوڑی سی رنجش مین نادانی تو دیکھ
راز دل کہتا ہون مین اغیار سی

آج وہ بیکس تڑپ کر مر گئی
کل جو تیری غم مین تھی بیمار سی

کیون دعائین مانگتا اوسکی لیی گر جانتا
فتنۂ محشر خجل ہوگا تری رفتار سی

شاعروں کی عقل پہ یارب یہ کیا پتھر پڑی
ابر کو دیتی ہیں نسبت دیدۂ خونبار سی

عشق سی تائب ہوی یا انتظارِ مرگ ہی
آج کیوں نواب چپکی بیٹھی ہو بیکار سی

قتل کر کی جو مرحبا کہتے
خونبہا چاہتا نہیں تم سی

یہ بہا ہی ہم کی الگ کہنا مری ناسور سے
اسکو تو جنت میں بدلونگا میں چشمِ حور سے

مرجای اجل تو بھی نہ جان آی لبوں پر
ہونٹھ اپنی ملادی تو اگر میری لبوں سے

ارمانِ اجل کا عبث الزام ہی مجھ پر
اسکا جو گلہ ہو تو جدائی کی شبوں سے

اُس قہر کا ہی شک کہ اللہ کی آگی
محشر میں بھی نکلا نہ ترا نام لبوں سے

لکھا ہی مجکو نامہ شاید اوسنی نوکِ خنجر سی
لہو ہو کر نکل آیا ہی دل جو دیدۂ تر سے

گلگشت کبھی آتی ہیں اغیار کی گھر سی
آئی بھی ہیں وہ راہ پر اکدم تو کدھر سی

جب ہو گا مداوا تو نہ چلاؤں گا نواب
جاری ہی لہو اب تو مری زخمِ جگر سے

یار اپنا میں بنا لوں وہیں عیاری سہی
لُچہ ہی فرصت ہو اگر اوسکو دل آزاری سہی

رحم کر بہرِ خدا چپ ہی ہو بس بس ناصح
دردِ دل ہوتا ہی فُزوں تری غمخواری سہی

ہمارا حشر ہو کس طرح فرقت میں زانو سے
کہ شکو عینِ وصلت میں نکل بہاگی وہ قابو سے

الٰہی کس طرح آغوش میں لیں روزِ وصل اوسکو
کہ بو آتی ہی دم خونِ دل کی اپنی پہلو سے

کسی کافر کی چالوں نی مجھی مارا تو محشر میں
نہ اوٹھونگا نہ اوٹھونگا کوئی کہدی مری رب سے

نواب تیری بعد یہ کیا جانی کیا کری
جانا نہ چھوڑ کر کہیں دل کو جہان سے

لہو کیونکر بہی گا ہای پھر اس چشمِ گریان سے
نہ پوچھی کاش وہ آنسو ہماری اپنی دامان سے

وہیں کھینچی لیی جاتا ہی پھر یہ شوقِ دل ہمکو
الٰہی کن حسرتوں سی آی ہین ہم کوی جانان سے

ذرا بیدار رہنا خواب مین آنی کی گھڑی ہے
یہ کہدی کوئی ای نغراب آج اوسکی نگہبان سے

روتی تو رہی لی نہ گئی بابِ اثر تک
نالون کو گلہ ہی تو یہی روح امین سے

پھر دیکھنا اختر مری تو پہلی منجم
تقدیر کا لکہا تو مٹا میری جبین سے

جز دل مین غمِ عشق کا الزام کسی دون
پہلی ہی سہی یہ فتنہ تو اوٹہا ہی یہین سے

مقتل مین دمِ نزع یہی خوف ہی لغراب
حورین نہ اوتر آئین کہین خلدِ برین سے

ہوا ہی سامنا مدت مین تصویرِ خیالی سے
بڑہی دعوی ہین مجکو آج تیری ہمنشینی سے

سوائیون کو چہیڑ کی کیا تجکو مل گیا
یہ پوچہی تو کوئی جا کی یہ فصلِ بہار سے

نہ بدلو رنگ غصی مین ذرا سنبہلو ذرا سنبہلو
کہ باوضعون کو نفرت ہوتی ہی ایسی دو رنگی سے

محبوب تو حورون کی ادائین بہی ہین لیکن
ممتاز کیا حق نی تجہی تیری ستم سے

نواب کچھ نہین ہتی کیون اسکو دیکھکر
حسرت ٹپک رہی ہی تری ہر نگاہ سی

اوٹھیگا اوس سی خرمن و عالم کا بار کیا
جسکی کمر لچکتی ہی گردن کی بوجھ سی

جاگنی مین جو مزہ ہی وہ کہان ہی خواب مین
یہ ٹپکتا ہی ہماری دیدۂ بیخواب سی

ایسی پر درد بہی صورت نہین پیدا ہوگی
مجکو دیکھی تو کوئی آکی مری آنکھون سی

ایسا نہو کہ پہنچے گریبان تک کہین
دامن کو اپنی تو نہ چھڑا میری ہاتھ سی

لوگ مرتی ہین بیوفائی سے
مر گئی ہمتو آشنائی سے

دم لبون پر ہی دیکھ تو صیاد
فائدہ اب مری رہائی سے

بی نیازی بتون کو کیون بخشی
کون پوچھی تری خدائی سے

سمجھکر بیزبان جو چاہتی ہین لوگ کہتی ہین
ہوا یہ فائدہ عشقِ بتان کی رازداری سے

ہی غضب مین تو جان دون تم پر — اور رہا تم مرا رقیب کرے

بہار پر ہی جوانی او بہار پر جوبن — مجھی کو بیٹھی اگر مجھسی تو حجاب کرے ہی

وہ کیون کسی سی اپنی لیی التجا کری — سجدی مین وہ جسکی لیی تو دعا کری

غم ہو تو دل سی دور کری کوئی عشق مین — دل ہی بس مین نہ ہو تو وہ اللہ کیا کری

عجیب سیر ہو روز جزا جو داور حشر — تری ہی حسن کو مخلوق مین پسند کری

نہ سر جھکائین کبھی عشق سی ہی یہ نواب — جو آہ رتبۂ عشاق کچھ بلند کری

کیا کرین حسرتین ہی نواب — وہ جفا جو اگر جفا نہ کری

لکھا تھا مرقد نواب پہ یہ حسرت نے — کہ بیوفاؤن سی ہرگز کوئی وفا نہ کری

خوف خدا سی چھوٹتی ہین ہم تو شیخ جی — اب اوسکو آپ قبلۂ حاجات چاہیے

تم شوخ ہو تو کیون نہ مین وحشی ہبلا ہون
میری تمہاری کچہ تو مساوات چاہیے

جب کہا مینی کہ کب ملیی گا آپ
مسکرا اکر بولی دیکھا چاہیی

جسنی سب کچہ سُن لیا تیری لیی
اوسکے بہی فریاد سننا چاہیی

تیری ستم غیر سہی ذکر کیا
اسکو ہمارا ہی جگر چاہیی

اہی گا وقت اپنا برابر اوسی گہڑی
وعدی کبہی جو اوسنی کسی سی وفا کیی

بزم مین عدو کی ویکلی کچہ بہی بن پڑی
تعریف اوسکی بزم مین بیٹھی کیا کیی

نواب آخر اوسکا ہی نقصان اس مین کیا
تم رات بہر جو سانی بیٹھی جلا کیی

اوسکی دامن سی نچہوٹا داغ خون میرا کبہی
گو فرشتی آنسوون سی عمر بہر دہویا کیی

گالیان دین اوسنی گو خاطر سی اپنی غیر کو
ہمتو جب بہی اوس پری پیکر کو سمجہایا کیی

اوٹہانا دوستو اس دہوم سی میری جنازی کو
کہ وہ بہی دیکہنی کو اپنی گہر سی دو قدم نکلی

تمہاری خوش مزاجی کی تو ای نواب شہرت تہی
مگر تم تو فراقِ یار مین تصویرِ غم نکلی

سیکڑون پیچ اوٹہا چکی نواب
پر نہ اون گیسوون کی بل نکلی

حسرت نہ کبہی اس دلِ مظلوم سی نکلی
بالفرض برائی بہی جو مقسوم سی نکلی

کیا او مصیبت کوئی نازل ہوئی نواب
اوس کوچی سی تم آج جو مغموم سی نکلی

ناز تمہارو زِ قیامت تہی کیا کیا لیکن
تجہسی بڑہکر تو ہماری شبِ ہجران نکلی

ہم سمجہتی تہی جسی مرجعِ اربابِ دعا
وہ بہی افسوس تری کشتی کی تربت نکلی

رنگ نواب زمانی کا بدل جائی گا
وصل مین دل کی اگر کوئی بہی حسرت نکلی

کچہ رحم اوسی آجای مجہی دیکہکی شاید
ہمدم مرا احوال سنانا مری آگی

حسرت کی نگاہیں نہ پڑیں چاند سی منہ پر
تم نزع میں بی پردہ نہ آنا مری آگی

جب زخم کف پا سی تسلّی نہوئی تو
دل اور جگر رکھدیی ہر خار کی آگی

یہ نہیں ہی کچہ خدا کا سامنا ای واعظو
سوچ کر جانا ذرا اوس دلربا کی سامنی

ساری شکوی ہی تو کہی اونسی ہمین نواب ہای
یہ تو کہدو اب کہو گی کیا خدا کی سامنی

نالی تو کرون مین نہ رہیں غیر کی دل مین
دیکہی نہ سنی آہ کہین بی اثر ایسی

ہم ابکی تو دل بہولی سی وہ ہی بیٹہی ہین لیکن
تقصیر نہو گی کبہی بار دگر ایسی

بیمار تو مدت سی ہون نواب مگر ہای
پہلی تو نہتی شدت درد جگر ایسی

شاد ہو جس سی دل مرا ناصح
نہ کہی تو نی ایک بہی ایسی

گو وصل کا وعدہ نہ سہی وقت شکایت
چپ ہو کی فرا شرم سی گردن تو جہکا دی

ابهی تسکین دل نهین ظالم
اور اسی بیقرار هونی دی

سوزِ دل کچه بهی اگر ظاهر کرون
نازسی وه مُنه چهپانا چهوڑ دی

وه نه جب بهی باز آئین ظلم سی
عشق اگر سارا زمانا چهوڑ دی

مل گئی هین وه کهو نواب سی
ابتو یه رونا رولانا چهوڑ دی

بی انتها اوٹهائی هین فرقت مین سختیان
بوسی هی جو مجکو تو وه بحساب دی

زیست سمجهون موت کو گر میری ماتم کی لیی
دو گهڑی کو وه کبهی زلفِ معنبر کهول دی

جو کچه طلب کری کوئی وه اوسکو دی مگر
تجکو سوای جور و جفا کچه خدا نه دی

حسرتین سب سی مانگ لاؤن گا
ابکی گر اوس سی پیار کی ٹههری

گلی بختِ بد کی کرون کیسی کیسی
جو دم بهر بهی چرخِ ستمگار ٹههری

کہانتک یہ نواب گھٹ گھٹ کی مرنا
ذرا آہ کی بھی مری یار ٹھہری

کھیل کا شوق بہت اوسکو ہی نواب ای کاش
میری ہی قتل کا مقتل مین تماشا ٹھہری

میری لاشی کو نہ ٹھکراو کہ جی اوٹھون گا
دست نازک کو وہم قتل پہر ایذا ہو گی

کہتی ہو نہ آئین گی شب ہجر کی ڈر سے
تم آؤ گی تو ہجر کی شب کاہی کو ہو گی

شب فراق سی کاہی کو وہ سوا ہو گی
کری گی کیا تری کاکل اگر رسا ہو گی

جو ہم کہین گی تو آئی گی یہ نہ کہی گا
مری قضا ہی مگر آپ کی ادا ہو گی

گر بچ گئی اب کی غم فرقت سی تو ای عشق
مر جائین گی پر تیری تمنا نکرین گی

جو چاہو کہو وصل مین نواب کہ تا حشر
وہ شرم سی ہرگز کبھی شکوا نکرین گی

عادت ہوئی وصل کی گو غیر ہی سی ہو
اب ہم بھی تری ملنی کی تدبیر کرین گی

اونکی چپ مین کیون جان مین تہا جو سمجہتا
یون خاک مری ہائی وہ برباد کرین گی

دردِ سر کو دوست کہون کیون نہ مین سو جان سی
آئین جب وہ ناز سی صندل لگانی کی لیی

وعدۂ وصل عدو ہی شہر سی اوسکی بعید
یہ بہی فقرہ تہا فقط میری جلانی کی لیی

سنتی ہین غواب مقتل بن گئی ہین شب رقیب
چل کہڑی ہو تم بہی قسمت آزمانی کی لیی

لاکہون خطائین مین تو کرون گر نصیب ہو
توفیقِ شکر لذتِ دشنام کی لیی

غصی سی دل کو خوش نکرون مین تو کیا کرون
لطف و کرم تو تیری ہین اغیار کی لیی

ارمان جتنی عدون سی پیدا ہوی ہئی
وہ سب گواہ ہین تری انکار کی لیی

واعظ کی وعظ کا بہی اچہا اثر ہوا
ایمان بیچ کر گئی می کی سبو لیی

بیوفا جانتی ہی خلق جسی ای نواب
عمر بہر ہمنی اوسی جان سی سب کام لیی

محفل مین بگڑتا ہون تو کچھ خوف دلا کر
تیوری ہی مجھی غیر بدلنی نہین دیتی

اونکا ہی الہی کبھی کہنا وہ نہ مانی
جو اوسکو مری آگی مچلنی نہین دیتی

کسکو یہ گوارا ہی کہ ہو خلق مین رسوا
پر مجکو تری ناز سنبھلنی نہین دیتی

ہی ناز یہ کچھ حسنِ جہان سوز پر اونکو
دنیا مین کہین شمع جلانی نہین دیتی

ابتو مین کچھ نہین کہتا مگر ای ہجر کی شب
حشر کی دن تری بیداد کی شکوی ہونگی

حالِ نواب عبث پوچھتی ہو تم مجھسی
اُسکی جی مین پڑی بیٹھتی روتی ہونگی

اوٹھین مزا سی سب حشر مین مگر یارب
قسم ہی تجکو کوئی مجھسا باوفا نہ اوٹھی

برا ہی سمجھتی ہین نواب اسکو سب ناحق
نہو جو موت تو کچھ زیست کا مزا نہ اوٹھی

دنیا سی اوٹھا اک نگہِ قہر مین تیری
افسوس تری ناز بھی یان سی نہ اوٹھی

کہان گئی تہی بتاؤ تورات کو نواب
کہ خاک چہانی زمانی کی تم کہین نہ ملی

رُویا تہا کون شکو گلی ہین تری جو آج
کُچہ خاک مین ملی ہوی لختِ جگر ملی

رو لون مین اپنی حسرتِ دل کو ذرا اجل
فرصت دمِ اخیر مجہی اسقدر ملی

نواب جای تو جو خدا کی جناب مین
لانا بلای عشق وہان جسقدر ملی

مجہسی ہی کچہ نہوا ورنہ تصویر مین تو وہ
وقت بیوقت اکیلی مجہی سو بار ملی

اوسنی وعدہ نکیا ہو کوئی نواب سی آج
ورنہ کیون آہ مین روتی ہوی اغیار ملی

دستِ جنون کو شغل گھڑی دو گھڑی تو ہو
پہنا و میری لاش کو یارو کفن گئی

کہ تری پاون سی نکلی ہین ابہی خار گئی
ابتو آرام سی دم بہر کہین بیٹہ ای نواب

کچہ کام نہ آئی کوئی تدبیر ہماری
جیسی تہی ہی ویسی ہی تقدیر ہماری

رونی سی کہین ہی بڑہ کی نواب
اوسکی غم مین ہنسی ہماری

نواب یہ نامے مین تم ہی نام ہی کسکا
لیتا ہی جو قاصد تری تحریر کی بو سی

غیر کو وصل مین بھی ساتہ وہ لی آتی ہین
لطف مین بھی تو وہان ایک ستم ہوتا ہی

ہجر بھی قہر ہی غضب ہی مگر
کچہ تری انتظار سی کم ہی

انگلیان کانون مین کہ لیتی ہین ڈرکر سب لوگ
جب مری نالون کی محفل مین صدا آتی ہی

جب جتاتا ہون محبت تو وہ فرماتی ہین
اک تمہین کو تو فقط مہر و وفا آتی ہی

تمام وعدہ خلافی مین بھول جاتا ہون
ادا انہین کی وہ جسوقت یاد آتی ہی

مرا جو دشمن جانی ہی نزع مین نواب
اوسی کو خلق مری سینی سی لگاتی ہی

جو کہتا ہون مین بہت دل کو مگر ناز کی وقت
منہ سی بیساختہ تعریف نکل جاتی ہی

عمرِ جاوید پھر ملی تو کیا
اب تو فرقت مین جان جاتی ہی

بنو گی محتسبِ شہر کیا تم ای نواب
جو آج بزم مین رندون سی تو بگاڑی ہی

ہای کیا قہر ہی کہ میری جان
مفت کی جھگڑی مول لیتی ہی

وصل مین سوتی ہین وہ پھیر کی منہ
یہ بھی فرقت کا ایک پہلو ہی

ابتک یہ میری بیکسی سی حجاب ہی
آئی ہین قبر پہ بھی تو منہ پر نقاب ہی

وقتِ شمار غیرون کی بوسی ہی گنتی ہین
مجھ سی نئی طرح کا حساب و کتاب ہی

وہ جھوٹی وعدی کرتی ہین نواب اور ستم
بھولی نہین سماتی یہ کیا اضطراب ہی

ہی صدا ای صوریا خلخال کی آواز ہی
اوٹھتی ہی اوٹھی قیامت واہ کیا انداز ہے

ہل گئی عشاق لاکھون خاک مین نواب ہای
پر وہان ابتک وہی رنگِ ہجومِ ناز ہی

وصلت سے کامیاب جو دنیا ہی ای خدا / فرقت کی واسطے ہی تو سارا جہان ہے
تم مہربان ہو تو خدا جانے کیا کرے / بیوجہ ظلم دوست نواب آسمان ہی
عالم کی جتنی ظلم ہین تم پر ہین منحصر / اس بات کا گواہ تو سارا جہان ہی
نواب مرتی دم بہی تمنا ہی حور کی / پہر مجہسی پوچہتی ہو وہ کیون بدگمان ہی
اوٹہا جاتا نہین دنیاسی بہی ہای / تراہ بیمار ایسا ناتوان ہی
وہان یاد وعدہ مین کچہ نہین یاد / یہان ابتک تغافل کا گمان ہی
چہپا کر دل مین تجکو غیر سی ہم / یہ پوچہین گی بتا اب وہ کہان ہی
بہت بہولی بیٹہی ہین نواب اسدم / خدا جانی تو ای مصیبت کہان ہی
فراق یار مین ت ہوئی کیا جانی کیا ہی / کہ جس سی سینی مین نواب ہر دم دل اوچہلتا ہی

گنوائی جانِ شیرین کوہکن نی ایک دہوکی مین
فریبِ عشق مین زندہ رہی وہ دم ہمارا ہی

ترا ناوک ہی یا موی مژہ یہ تو خدا جانی
مگر ہر وقت دل مین ایک کانٹا سا کہٹکتا ہی

پسند کو تجہکو کیا بتاؤن مین
کہ غمِ عشق مین مزا کیا ہی

اوس سی دعوای صبر ای نواب
خیر تو ہی تمہین ہوا کیا ہی

میری خاموشی نہین ہی وجہ اوسکی سامنی
کہ نہین سکتا ہون وہ جو کچہ کہ میری دل مین ہی

جان بعدِ ذبح ہی ہرگز نہ جانا تن سی تو
ظلم کرنی کی ابہی حسرت دلِ قاتل مین ہی

دیکہتا ہون جسکو پہرتا ہی وہ گہبرایا ہوا
میری آمد آج شاید آپ کی محفل مین ہی

پوچہی اوس سی ہی ای نواب لطفِ بندگی
رات دن اوسکا تصور جسکی دل مین ہی

تسو کہتی ہی کہ ستمگر نہین ہون مین
دیکہو تو چہرہ چاند سا کسکا کفن مین ہی

ٹھہر خدا کی لیی شوقِ دید کوئی دم
کہ صبر کچھ ابھی جانِ ناتوان مین ہی

نہ دیا ایک نی بھی شہرِ خموشان مین جواب
حسرتِ دل مری سو بار پکار آئی ہی

تیرا عاشق نہین جانا تو مری بالین پر
حالتِ نزع مین کیون خلق تماشائی ہی

ایک دم بھی نہین رہتا مری دل سی باہر
پھر بھلا کون کہیگا کہ وہ ہرجائی ہی

بھیجدی ساری بلائین کہ ذرا دل بہلی
ای فلک سوچ تو کسکی شبِ تنہائی ہی

کیون چرخ کو ہی چکر جو چین نہین دم بھر
شاید کسی بیکس کی امید بر آئی ہے

بلا سی نام تو آئیگا اوسکا ای ناصح
نہ چپ ہو تو کہ مجھی پند مین بھی تسکین ہی

اور جو چاہو علاج انکا کرو لیکن مسیح
زیست سی اوسکی مریضونکو بڑا پرہیز ہی

میری نالی سنتی ہی بیچین ہو کر بول اوٹھی
یہ اوسی ظالم کی شاید آہِ دردانگیز ہی

دیکھی جو تو ادا سی تو ظالم ادھر بھی دیکھ
میری بھی پاس اک دلِ امیدوار ہی

کیا کچھ دکھا ای دیکھی نواب آفتین
ایسا ہی بد بلا جو دلِ بیقرار ہی

وہ سنی خاک تیری ای واعظ
جسکو فرقت مین روزِ محشر ہی

مجھی یہ ڈر ہی کہ نواب کو نہ مارا ہو
ہجومِ خلق جو آج اوسکی آستان پر ہی

عبث رقیب کو سب قتل کرتی ہین نواب
مرا تو خون کسی شوخ کی ادا پر ہی

اگر چپ رہا مین تو کیا ہوگا اس سے
زمانہ تمہین دلربا جانتا ہی

عدو کو ہی تجھسی امیدِ ترحم
خدا جانی وہ تجکو کیا جانتا ہی

مزہ لی لی کی ای نواب گھڑیون وجد کرتا ہون
زبان پر میری جب اوس فتنہ گر کا نام آتا ہے

بھول جاتی ہو اپنی وعدون کو
جب مجھی اعتبار آتا ہے

خیر ہو ای خدا کہ پہر قاصد — آج کچہ بیقرار آتا ہے

کیسی چاہت ہی غیر کی یارب — کہ اوسی اعتبار آتا ہے

ابتو آجاو آپ ہین نواب — لوگ کہتے ہین یار آتا ہے

حکایت وصل کی کہتا ہی کوئی جب ہی آگے — تو اوسدم مجکو بہی نواب کیا کچہ یاد آتا ہے

جور تو کرتی ہین سب یہ بتا ای گردون — دلربائی کا ہی تجکو کوئی ڈہنگ آتا ہے

یہ نہین کہتی کہ وہ آپ کی گہر جاتا ہی — پر خدا جانی کہ نواب کدہر جاتا ہے

تمتو ہو رشک مسیحا سبب اسکا کیا ہی — جسنی دیکہا تمہین وہ جی سی گذر جاتا ہے

لطف پیمان شکنی ہین یہ ملا ہی کہ وہ شوخ — وعدۂ قتل سی بہی ابتو مکر جاتا ہے

وہ کہین لا کہ کہ سن لین گی کہانی تیری — پر کہین حال مرا اوسنی سنا جاتا ہے

شوقِ وصلت سی ہین اسوسطی گھبراتا ہون
کہ مصیبت کا شبِ غم مین مزا جاتا ہی

گو مین سُنتا نہین پر ناصحِ نادان نواب
روز آ کر مجھی کچھ باتین سُنا جاتا ہی

کہتی ہین ہنسکی وہ نواب سے ہان کہین تو
کس طرح دم غمِ فرقت مین نکل جاتا ہی

مرمٹی ہمتو پر ستم یہ چرخ
اوسکو ابتک بتاہی جاتا ہی

وہ تو سُنتا نہین مگر نواب
حال اپنا سُناہی جاتا ہی

شوقِ دل کا تو اک بہانا ہی
مدعا اوسکی گھر مین جانا ہی

ساری عالم کی دل لین یارب
جور کا اوسکی بوجھ اوٹھانا ہی

تھی صفائی تو صاف تھین باتین
ابتو ہر بات مین بہانا ہی

نالۂ غیر کہ جسکا نہین پرسان کوئی
کس طرح دل مین ترے ہای اثر کرتا ہی

نام میرا نہو یاروں سی یہ کہنا نواب
تیری کوچی سی کوئی آج سفر کرتا ہی

نہوگئی بدگمانی اس سی بڑہ کر کہ وہ ظالم
مجھی کو دیکھتا ہی جب کوئی فریاد کرتا ہی

نہ لینا نام میرا نامہ بر لیکن یہ کہہ دینا
جیسی تم بہولی بیٹھی ہو وہ تمکو یاد کرتا ہی

کیا ہنستی ہو ہر وقت مری داغ جگر پر
کچھ کھیل سمجھا ہی یہ زخم کہن ہی

یا رب اس آسمان کو وہی عرش پر جگہ
یہ غمکدہ فغان کی لیی سخت تنگ ہی

کہتی ہین کہ زلف سی تجھی کیا
زلفون مین تو ہای میرا دل ہی

خط مٹا کر ہو نہ ظالم مطمئن
محو کرنیکو مری قسمت بہی ہی

دیکھ باتون پہ نجا نواب کی
ہی تو عاقل پہ ذرا وحشت بہی ہی

یہ جو کہتی ہو کہ بڑہ کر کوئی آزار نہو
عشق سی بڑہ کی عزیزو کوئی آزار بہی ہی

وصل کا وعدہ نہین بوسہ نہین لطف نہین
یہ بتاؤ کہ کسی بات کا اقرار بہی ہی

قتلِ اغیار کا خاطر سی مری وہ نواب
وعدہ کرتی تو ہین پر کچہ ابہی انکار بہی ہی

چہپائین تمنی دوپٹی کو اوڑہ کر زلفین
نہ سمجہی یہ کہ خبر کرنی کو صبا بہی ہی

ادہر تو ہوش نہین لذتون سی اور اودہر
رضا ہی وصل کی ساتہ اک فراحیا بہی ہی

کہتی ہو میر ثانی پیدا نہین ہوا ہی
آئینہ تو اوٹہاؤ دیکہو تو منہ یہ کیا ہی

کچہ تو بہی میری سن لی بہرِ خدا کہ مینی
تیری لیی ستمگر کیا کچہ نہین سنا ہی

غیر سمجہا تا ہی تدبیر اوسکی ملنی کی مجہے
کس طرح مانون کہ وہ تو آپ ہی ناکام ہی

نقشِ جبین تو نہ مٹا ای فلک
دیکہ تو کسکا خطِ تقدیر ہی

خواب مین دیکہون اوسی تو عمر بہر سویا کرون
ہای ای بختِ رسا یون یہ بہی کوئی تعبیر ہی

غمِ ہجران مین بہلا کاہی کو دل بہلی گا
گر مری دل مین یہی آرزوِ وصلت ہی

بختِ خفتہ کو نہ چونکانا کہین ای آہ تو
سنتی آتی ہین کہ سوتی کو جگانا منع ہی

نواب پہر تو غم نہین کچہ اپنی قتل کا
گر نازِ دلفریب کا عالم گواہ ہی

بہلاؤ طرزِ تغافل نہ دل سی تم کہ ابہی
مری مزار کا کچہ کچہ نشان باقی ہی

آبِ دمِ خنجر سی نہ سیراب ہوی ہم
اپنی ہی عجب طرح کی کچہ تشنہ لبی ہی

کی دعای وصل جب ہلتی ہی آئی صدا
چپ کہ تیری واسطی بابِ اثر معمور ہی

سمجہ کر ذرا چہیڑنا چارہ گر
کہ دل مین قیامت کا ناسور ہی

دمِ بسمل نہ گہبراؤ کہ نواب اوسکی گردن پر
شہادت کی گواہی کی لیی خونِ دو عالم ہی

کاکل نہین ہی جلوہ نمار وی یار پر
خضرِ طریقِ حسن کی عمرِ دراز ہی

دشنام دیتی ہین وہ اغیار کی خوشی سی
محفل ہین اب ہماری توقیر ہی یہ ہی

زلف آجای کمر تک تو کمر کو دیکھی
اسی حسرت مین اوسی روز پریشانی ہی

دیکہ لیتا ہون تری عشق مین حال نواب
جب تری ہی چاہ کی اس دل کو ہوس ہوتی ہی

کبہی رونا کبہی ہنسنا کبہی آہین بہرنا
تیری فرقت مین اب اسطرح بسر ہوتی ہی

لاغری کا مری ہوتا ہی جو چرچا تو وہین
محفل یار مین تعریف کمر ہوتی ہی

کون کہتا ہی کہ نالون مین نہین تاثیر کچہ
جور کرتی ہین وہ ہمپر اک اثر یہ بہی تو ہی

بلا سی گر نہین وعدہ وفا کیا اوسنی
مگر گلون سی ہماری کچہ انفعال تو ہی

نہ آئی گر شب فرقت مین موت ای نواب
تو جان دینی کو پہر لذت وصال تو ہی

یہ مصیبت وہ اوٹہاتی ہین کہ تم حیران ہو
حوصلہ ایسا تمہاری ناز برداروں کا ہی

دیکھی تعزیر کسکو ملی کس جرم کی
تیری دیر آج پھر مجمع گنہگارون کا ہی

کیا ہوا نواب پوچھی تو ذرا انسی کوئی
میری بالین پہ ہجوم اسدم جو غمخوارونکا ہی

سنبلِ فردوس مین بھی تو ہی خوشبو ہی مگر
بھینی بھینی وہ تری چوٹی کی بو کچھ اور ہی

پیار کی باتون پہ اتنا ای دلِ نادان نہ بھول
دل مین ہی کچھ اور اوسکی گفتگو کچھ اور ہی

حضرتِ موسیٰ نہ سمجھو برقِ طور
حُسن کی کچھ لن ترانی اور ہی

لوگ کہتی ہین کہ حورون کی ادا اچھی ہے
اوس سی بڑھ کر تو کہین تیری جفا اچھی ہی

باتون مین آگئی ناصحِ نادان کی ہم کبھی
باتین کرین نہ اونسی بھلا کوئی بات ہی

نواب حکم ہو تو تماشی کو آئین ہم
گھر مین تمہاری سنتی ہین فرقت کی رات ہی

بھگوتی ہین ہر دم مری خون سی
محبت یہ کچھ اونکو دامن سی ہی

وہ بھولی سی بہی یاد آتا نہین
یہ ساری خوشی جسکی شیون سہی ہی

فتنی سب اپنی دیدیی اک نوجوان کو
مجکو بڑا گلہ یہ سپہر کہن سہی ہی

ای آہِ سینہ سوز نہ برباد ہو یہ گہر
رونق جہان کی مری بیت الحزن سہی ہی

دیکہنا تجکو ہی تہا خونبہا میری لیی
ابتو دعوی مجکو تیری برّشِ خنجر سہی ہی

جابجا جاتی ہو چہپ کر رات کو ہر روز تم
ہو غلط ہی یہ مگر ہمنی سُنا اکثر سہی ہی

پیشِ حق وہ کرچکا نواب اقرارِ وفا
تمکو ناحق یہ امید اوس فتنہٴ محشر سہی ہی

گو زندگی مین ہمنی ندیکہا مجہی کبہی
پر ابتو دیکہ لو یہ نگاہِ اخیر ہی

جان دیدون گا خود اس شوخ سی ہنی نامی کجا
قتل کرنی سی مری تمکو عبث انکار ہی

وہ ستم مین لطف پایا ہی کہ جانِ زار کو
لاکہ صدمی ہین مگر پہر خواہشِ آزار ہی

ابٹ تو دل کو جلا ای عشق پنہان رحم کر — رنج فرقت مین یہی تھا اک مرا غمخوار ہی

وعدۂ وصلت پر اس غم سی کہ دل لیتی ہون — خوش تو ہون باطن مین لیکن ظاہر انکار ہی

بچنی کو چرخ سی ہم عاشق نہ تھی اوسکی — کیونکر بچین گی یار وہ بھی تو فتنہ گر ہی

نشان جو کچہ ہی درد پنہان کی — میری چہری سی صاف ظاہر ہی

کس طرح اوٹھین گی حشر مین ہم — ایسی ہی رہی جو ناتوانی

تو نی تو نہ جان لی شب ہجر — اب دین گی اجل کو زندگانی

گل کھانی کا بہانہ گر ہم نہ کرتی اونسی — تو حشر تک نہ ملتا چہلّا بہ نشانی

دیکھو کہان ہی نوغ اب آتا ہی یاد مجکو — وہ اوسکا آہ بہرنا وہ اوسکی نوحہ خوانی

گو دہیولون سی اگر کوئی پریزاد بہری — تو قفس تخت جگر سی مری صیاد بہری

یہ بھجنا حوروں کو زینت کی لیے ای نواب
خون سے میرے اگر دامن جلاد بھرے

کہیں سُنی ہیں یہ شاہد پریشان نواب
کہ اپنی آنکھ جہاں لڑ گئی وہیں کی ہوی

گردون کی جان پر یہ تو بلا آئی گی ذرا
چھوٹی ہے عدو وصل کی گو مبہم ہوی

دل سے بھلایا لذت لطف دوام کو
ہم ایسے اوسکے عشق میں محو ستم ہوی

نامہ یہ کیسکو لکھا ہے جو کبوتر سیکڑون
میرے آگے بیٹھے ہیں مشتاق پر کھولی ہوی

یہی خوبی ہے جاتی تھی تو ہوا سے طیش
قتل کر کے مجھے مشہور ستمگار ہوی

میں تو جیا مر گئے اعدا بھی ہزاروں لیکن
بال جب بھی تری زلفوں کی پریشان نہوی

آہی جائے گا وہ کافر حشر میں بھی اے خدا
اپنی آرایش سے اوسکو جب کبھی فرصت ہوئی

عشق جب دل کو تھا تو روز گھبراتا تھا جی
آگیا جب دل تو نواب اور اک آفت ہوئی

دشمنون کا گھر کرو آباد تمکو اس سے کیا / گر کسی بیکس کی غم مین خانہ ویرانی ہوئی

آئینے مین کیا نظر آیا جو ہے یہ پیچ و تاب / خیر ہے کیون زلف پھر پر ہے بل کھائی ہوئی

اپنی وحشت آپ ہی نواب تجکو ہے پسند / یہ ہی کیا کچھ خوبرویون کی خودآرائی ہوئی

کس سے بہلی گی طبیعت شب تنہائی مین / حسرت وصل ہے گر دل سے ہی دور ہوئی

نواب قتل ہونی کو آتا تو ہے مگر / چتون ہر اک سے ہے سر میدان لڑی ہوئی

شمع کو دیکھکے محفل مین تری / ہای وہ شعلہ فشانی میری

غیر کی پھر نہ سنو گی تا حشر / کچھ جو سُن لو گی زبانی میری

کیا کہون گا تجھی ای جذبۂ دل / اوسنی گر بات نمانی میری

شکر ہے دیکھتی تہی وہ نواب / رات خونابہ فشانی میری

پیٹ لین پہلی دل کو جی بہر کر — پہر جگر کو بہی خوب رو لین گی

دردِ دل نی جو کچہ بہی کی تاثیر — دیکہتی ہی مجہی وہ رو دین گی

مرجائینگی ہم فرطِ خوشی سی ہین ہموت — گر تمہی کہا ساتہ جنازی کی چلین گی

خواب مین بہی تمہی ہونٹونکو جو دیکہی تو خضر — ہوئی بیخود کہ کبہی اوٹہکی نہ پانی مانگی

جان تک دیوین سلیمان کی انگوٹہی کیا ہے — وہ پریرو جو کبہی مجہسی نشانی مانگی

اتنا بہی تم نہ چہیڑو کہ مجبور ہو کی مین — کہہ بیٹہون کوئی بات کسی وقت کی کبہی

چاہت مین بنا غیر شریک اپنا یہ ظلم — جب جانین بنالی وہ ہمارا سا جگر بہی

حنا ملتی ہین ہاتہون مین وہ جب آتی ہین مقتل مین — خوشی سی ہی کی آرایش ہی پر ہی شگون وہ بہی

غبارِ غیر اوڑا تو ہی مگر میری مٹانی کو — بنا ہی آٹہوان ایوانِ چرخِ واژگون وہ بہی

ہر فغان پر شکر بھی کرتا رہونگا ای خدا
بھر الفت تو عطا کر مجکو اک دل اور بھی

آئی نہ محتسب کہین اس راہ سی کبھی
شیشی شراب کی سر بازار توڑ لی

او کبھی عدو بھی دل سکی بلاؤن سی نکالے
مجکو بھی ذرا دیکھ مری گیسوون والی

لایا سہر مہر او سکو تو اغیار کی حق مین
ارمان نہ جب بھی مری گردون نی نکالی

اچھی نہین چھیڑ اونسی کبھی دیتی ہین ظالم
بیٹھی ہین تری بزم مین جو دل کو سنبھالی

کہتی تھی یہ سب حشر مین منہ دیکھ کی اوسکا
کسنی یہ بنائی ہین خط و خال الٰہی

عصیان کی عوض حشر مین تو حسن عمل سہی
بھر دینا مرا نامہ اعمال الٰہی

ایسی سی خاک مہر و محبت کری کوئی
جو ظلم دوست جور کو بھی اک ادا کہی

ثواب سی خدا کی لیی کچھ نہیو چھپی
وقت بیان غم وہ خدا جانی کیا کہی

مدتوں پاس رہی پر نہوی محرم راز
جو کچھ اوس شوخ کی دل میں ہی خدا ہی جانی

جتنی درد گلشن میں بلبل کی چہکنی سی
وہ نازک طبع قدر نالہ و فریاد کیا جانی

خوشبو نہ بہلا آی مری خاک سی کیونکر
بوسی لیی تھی گیسوِ مشکین کی تمہاری

نواب کو نسبت نہیں کچھ واسطہ تو پھر
کیوں ہوتا ہی قربان وہ ہر بار تمہاری

اشکباری ہی یہی ہجر میں تو ای نواب
جان دی دوگی تم اکدن یہیں روتی روتی

ان نصیبوں سی تو کچھ کام نہ نکلا اب تک
دی مجھی غیب سی یا رب کوئی تقدیر نئی

یاد آئی گا ہمیں چاک گریبان اپنا
بعد مرنی کی اگر تنگِ کفن دیکھیں گی

کیا ہوا چھوڑ دیا تجکو جو سب نی نواب
دردِ الفت نی تو چھوڑی نہ رفاقت تیری

کہتی ہیں مجکو پسند آئی ہی رسوائی تیری
یہ اگر سچ ہی تو ای نواب بن آئی تیری

دمِ نظارہ گر رونا ہی تو نواب یون رونا
کہ آنسو کی عوض دل دیدۂ خونبار سی ٹپکی

لذتِ وصل سی بچی لیکن
مار ڈالا غمِ جدائی نے

ای دل اگر نہ تھا تری قسمت مین عیشِ وصل
تو کیا مصیبتین نہی تھین تری واسطی

خلوت کی ہوس ہی تو نواب کیا عجب
پیدا ہوا اور خلدِ برین تیری واسطی

مین نہوتا تو نہوتا کوئی پرسان اسکا
ہین تری حسنِ جہان سوز پہ احسان میری

قید سی پای تصور ہین نکل جانی کو
روک تو لین مجھی نواب نگہبان میری

دیکھیی ملکِ عدم مین کونسا ہو شغلہ
زندگانی تو یہان امیدواری مین کٹی

اوسکو تو لاتی نہین موسمِ گل مین نواب
میری ہی پاون مین پہناتی ہین زنجیر الٹی

ضعف مین طولِ شبِ ہجر مرا یاد آئی
سلسلہ زلف کا گر سوی کمر تک پہنچی

ہرگز ہین حسد پیشہ نہین تمکو دو عالم — چاہی مگر اک میری طرح کوئی نہ چاہی

تمہین سی پوچھتا ہون تم ہی کہدو یہ خدا لگتی — کہ میرا خون ملتی ہاتھ مین تو کیون حنا لگتی

کیا جانی کسکا خون ہوا نواب دیکھی — سنتی ہین آج پاون مین اوسکی حنا لگی

عوض مین اوسکی جگایا فلک نی برہون ہائی — کبھی پلک سی پلک ہی جو اک آن لگی

کافرون کی عشق مین بت پرستی کی کہ اب — میری کعبی کو بھی سب بیت الصنم کہنی لگی

ہرگز یہ پوچھو کہ مرا کون ہی عاشق — مشکل سی محبت کو چھپایا ہی کسی نی

جس دن سی تری وصل کی امید بند ہی — رکھ چھوڑی ہین دل مین بہت ارمان کسی نی

زلفین ہین اوسکی روز ازل سی سیاہ پوش — عشاق کی بھی شورش ماتم کو دیکھی

وہ چتونین کہ جن سی ملک تک ہین اشکبار — اونسی بھی ایکدن دل پر غم کو دیکھی

معشوق زمانی مین تهی اور بهی تو یارب
اوسکو هی بتانی تهی بیدادگری اتنی

دیکهکر افشان تری ماتهی کی ای زهره جبین
اپنی دامن مین چهپا لیتی هی اختر چاندنی

لوگ خوش هوتی هین کیا کیا دیکهکر نواب سے
پر مری نظرون مین هی خورشید محشر چاندنی

خاک کر مجهکو نه تو ای آسمان
کون پهر حسرت سی دیکهی گا تجهی

کیا ڈراتا هی همین عشق بتان سی ناصح
یهی هوگا که غم هجر سی مر جائین گی

خدا جانی نواب کیا سوچتی هین
که وه چپ هوی هین برا کهتی کهتی

نواب هاته عشق مین دونون سی هم هوے
دل کو تو روتی هی تهی اب آنکهونکو روتی هی

آنکهونکو هی ضیافت دیدار هی ضرور
لب تک غم فراق مین آنسو بها هی

چاهیی مصروف هونا اب خدا کی یاد مین
دیر مین نواب کبتک بت پرستی کیجیی

کس طرح بوسہ دی مجکو وصل کہ ہی — چہری پہ فرط نزاکت سی ہان تل ہماری

گیا تہا وعدہ وصلت جواب سنی ای نواب — تو انتظار مین ہمکو کئی برس گذری

وہ سب مین اوٹہالونگا اسی طرح جو تاحشر — ہر روز نئی جور تم ایجاد کروگی

تہا یہی شک جو قسمت مین مری تو حق نی — تجہسی ہی شکل تری ہای چہپائی ہوتی

کیا کری کوئی اوس سی شکوہ ہجر — جو کہ نام وصال سی بگڑی

دل مین اوس شوخ کی تاثیر ہو کیونکر نواب — کہ مری آہ بنائی ہی اثر سی پہلی

نہ آپ چپ رہین وہ چار گالیان دیکی — برا نہ مانونگا اس سی ہی گر برا کہی

بہلا فراق مین کیا اوسکی آرزو کرتی — تمہین جو پاتی تو دل کی ہی جستجو کرتی

سر چڑہی ہی یہ لی کی دل میرا — زلف اب تا کمر نہین آتی

قطعاتِ تاریخ

تاریخ منشی مظفر علی صاحب اسیر

جو یہ سلطانِ ذی شان ہی شہِ ملکِ معانی بہی
چہپا دیوان اوسکا گل ہو غنچہ ہر اک دل کا

پڑہیگا جو اسیر آئی گا لب پر اوسکی یہ مصرع
مقامِ شک نہیں دیوان ہی استادِ کامل کا

١٢٩٥ھ

تاریخ آغا حجو صاحب ہندی

زفکرِ طبعِ خاقانِ معانے
مرتب گشت چون گلدستہ دیوان

چو جستم سالِ ختم از بلبلِ غیب
ندا آمد + گلِ باغِ ارم + خوان

١٢٩٥ھ

تاریخ سید محمد اسمعیل حسین صاحب منیر

قبلۂ عالم کا دیوانِ سوم
بزمِ حسن و عشق و سوز و ساز ہی

عرض کرتا ہون مین تاریخ ای منیر	یہ کلام منتخب اعجاز ہی
	۱۲۹۵ھ

تاریخ سید ضامن علی صاحب جلال

صفت نظم گہر ہی یہ نظم	زیور زیب دہ گوش سخن
طبع ہونی کی ہی تاریخ جلال	گوہر زیب دہ گوش سخن
	۱۲۹۵ھ

تاریخ نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی

خسرو عہد کا چہپا دیوان	کیون نہو عرش پر دماغ کمال
سخن تازہ اسکو کہتی ہین	تر و تازہ ہی اس سی باغ کمال
مل گیا اس کلام سی ای داغ	ورنہ معدوم تہا سراغ کمال
یہ نتیجہ ہی طبع روشن کا	اسکی تاریخ ہی چراغ کمال
	۱۲۹۵ھ

تاریخ شیخ امیر اللہ صاحب تسلیم کاتبِ دیوان

صد شکر کہ یہ منتخبِ دفترِ اشعار	سُرمہ ہوا چھپ کر بصرِ صاحبِ فن کا
سطروں کی سپیدی سی عجب رنگ ہی پیدا	عالم نظر آتا ہی خیابانِ حسن کا
حیرت دمِ نظّارہ بنا دیتی ہی تصویر	گویا ہی ورق چہرہ بُتِ سیم بدن کا
تسلیم نی یہ مصرعِ تاریخ کیا عرض	ہی آینہ دیوانِ سوم شاہِ سخن کا
	۹۵ ۱۲ھ

تاریخ منشی صابر حسین صاحب صبا

برنگی کہ گردید مطبوعِ عالم	خوش از طبع این منتخب شد مجلّی
اگر ای صبا فکرِ تاریخ داری	بگو انتخابِ کلامِ معلّی
	۹۵ ۱۲ھ

تاریخ سیّد کاظم علی صاحب برادرِ خُرد سیّد ضامن علی صاحب جلال

خبر طبع دیوان اقدس کی سنکر | زمانی کی اہلِ سخن کر گئی غش
اگر درد و سودا و میر آج ہوتے | تو پڑھ کر ان اشعار کو کرتی عش عش
ملی کس سے ادا اس زبان و بیان کی | نہین شیخ ناسخ نہین خواجہ آتش
مثال اسم تاریخی اسکا جو ڈھونڈھا | سخن خود پکارا مضامین دلکش

۱۲۹۵ھ

تاریخ شیخ محمد فصیح الزمان خان صاحب خلف شیخ محمد وجیہ الزمان خان صاحب مرحوم

دیوانِ شہریارِ فلک قدر طبع شد | با صد جہان فروغ دمید آفتابِ نظم
چون بود از نتائجِ طبعِ جوانِ فصیح | سالش نوشت خامۂ فکرم شبابِ نظم

۱۲۹۵ھ

تاریخ فقیر حقیر امیر احمد امیرؔ

بحرِ سخن مین بحرِ فصاحت ہی موجزن | کیا صاف ہی زبانِ شہِ نامدار کی

دی ایک زمزمی کا بہی اسکی کبہی جواب — طاقت نہین یہ صحنِ چمن مین ہزار کی

شاید کہ نکہتِ گلِ مضمون سی مست ہے — مستانہ ہی روش جو نسیمِ بہار کی

دیوان کہ بوستانِ معانی ہوا درست — زیب اور ہو گئی چمنِ روزگار کی

تاریخ ای امیر یہ ترتیب کی کہی — لڑیان ہین دیکہ لو گہرِ آبدار کی ۱۲۹۴

خاتمة الطبع در نثر مرصع

ہوا بہری ہی ازل سی مسیحِ مضمون کی — جوابِ عطسۂ آدم مری دماغ مین ہے

دیوانِ حقیقت کی مطلع کی ہین دو مصرع ٭ اک حمد الٰہی ہی ٭ اک نعت پیمبر ہی ٭ اس مطلع روشن کی معنی منور سی ٭ ہر ذرہ بہی ہی واقف ٭ سنتی ہین ازل سی سب ٭ یہ مطلع نورانی ٭ پر اسکی سوا ابتک ٭ اس ساری غزل مین سی ٭ اک شعر نہین پایا ٭ لیکن مجہی ہاتہ آیا ٭ اسوقت غنیمت موقع ٭ مین سبکو سناتا ہون ٭ اس مطلع یکتا کا جو حسن ازل سی ہی ٭ اسوقت موافق مین ٭ کیونکر نہ ثنا خوان ہون ٭ سامان غزلخوانی ٭ کیا خوب مہیا ہی ٭ دربار مین حاضر ہین ٭ نقادِ زرِ معنی ٭ عالم کو سخن میرا ٭ سننی کی تمنا ہی ٭ گردش سی فلک ساکت ٭ سیماب و دلِ عاشق ٭ برق و شرر و بسمل ٭ بہولی ہین تپش اپنی ٭ سیاری ہین قطب آسا ٭ جو حال و زمانہ ہی ٭ جو وقت ہی جو ساعت ٭

جو پل ہی جو لمحہ ہی٭ جو آن ہی جو لحظہ٭ ہی اپنی جگہ قائم٭ اندیشی کو سکتہ ہی٭ حیرت مین توہم ہی٭ درماندہ تخیل ہی٭
دریا ہین جو دنیا مین٭ بہولی ہین روانی کو٭ موجین ہین نہ لہرین ہین٭ گردش مین نہ آنکہین ہین٭ چکر ہی نہ قسمت
مین٭ لغزش ہی نہ مستون کو٭ پربستہ ہوی طائر٭ مسدود ہین سب راہین٭ ٹھہری ہی ہوا ہر جا٭ پتا نہین
ہل سکتا٭ گھڑیون کی رکین چالین٭ نبضین نہین چل سکتین٭ ہوش اوڑ نہین سکتی ہین٭ جنبش کو توقف ہی٭
سرعت کو ہی آسایش٭ رفتار ہی نقش پا٭ دربستہ شگاف لب٭ کانون کی دریچی وا٭ جہلجہک گئی ہین عرشی٭
فرشی ہین اوٹہائی سر٭ گویا کہ خموشی کی٭ دنیا مین دوہائی ہی٭ ناطق ہون تو اک مین ہون٭ ہین کام و زبان
میری٭ لب ہین تو مری لب ہین٭ باتین ہین مری باتین٭ اوس مطلع تابان کا٭ حسن آج ہی سننی کو٭ آمادہ
زمانہ بہر٭ سب کان لگائی ہین٭ وہ حسن ہی دنیا مین٭ مدح سخن آرا٭ خاقان ہنرپرور٭ قاآن کرم گستر٭
مہر فلک احسان٭ مشہور تخلص ہی٭ **نواب** زمانی مین٭ یارب رہی دنیا مین٭ جبتک کہ سخن باقی٭ ممدوح کے
دولت مین٭ اقبال مین حشمت مین٭ ہر لحظہ ترقی ہو٭ ہر آن ہو افزایش٭ دیوان یہ حضرت کا٭ ایمان سخن کا
ہی٭ یا جان ہی معنی کی٭ ہر بیت کی مدحت مین٭ خود ناطقہ ہی الکن٭ چپ عجز سی گویائی٭ جو شعر ہی
چیدہ ہی٭ دیوان سی بڑہ کر ہی٭ ہر شعر ہی اک گوہر٭ پر حاصل عمان ہی٭ الماس کا ریزہ ہی٭ پر بڑہ کے
ہی معدن سی٭ سو پہولون کا اک گل ہی٭ سو سحرون کا اک جادو٭ سو عطرون کی اک خوشبو٭ سو شمعونکا
اک شعلہ٭ سو چہریون کا اک نشتر٭ سو تیرون کا اک پیکان٭ سو دردون کا اک درمان٭ گو منتخبات اکثر٭
گذری ہین نگاہون سی٭ انصاف یہ ہی لیکن٭ اب تک کہین عالم مین٭ دیکہا نہ سنا ایسا٭ پردرد جو شعر
اسکی٭ گلشن مین کوئی پڑہ دی٭ غش آئی ہزارون کو٭ گل چاک گریبان ہون٭ دل تنگ ہون شق غنچی٭
نہرون کی بہین آنسو٭ اشجار دہنین سر کو٭ بتی ہون زبان مدح٭ عشاق تو مر جائین٭ سن پائین جو

اک مصرع + الحق کہ نہین ایسا + اِس فن مین کوئی کامل + اِس طرح سخنگوئی + امکان سی باہر ہی + بندش مین
بہت قیدین + سمجھی گئی ہین واجب + دیوانِ دوم کی جو + تقریظ ہی آخر مین + اون قیدون کو عاجز نے +
مرقوم کیا اوسمین + صد شکر معانی کا + یہ دفترِ لاثانی + اب منشی امیر احمد + صاحب کی توجہ سی + تصحیح سی عاصی کے +
اس مطبعِ عالی مین + مطبوع ہوا چھپکر + ارباب بصیرت سی + امید فقط یہ ہی + شوشہ کہ کوئی نقطہ +
پائین جو کہین بیجا + تو عفو کرین مجکو + بدنام نفرمائین +

للہ الحمد کہ یہ صحیفۂ اعجازِ سخن بحسن کار پردازیِ شیخ امیر اللہ صاحب تسلیم خوشنویس و میر حشمت علی صاحب مصلح سنگ فی منتہی ماہ رجب اصاب برسمین بن المعظم سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین چھپکر نور افزاے دیدۂ اہلِ بصیرت ہوا